نضر اللہ امرأ سمع منا حدیثا فحفظہ حتی یبلغہ

بانی

محدث العصر حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ

شمارہ نمبر 140 | رجب 1438ھ | اپریل 2017ء

''ہمارا تعلق صحابہ وتابعین اور محدثین کرام کی اس جماعتِ حقہ سے ہے جو معاشرے کو اسلامی تعلیمات و ہدایات میں ڈھالنے کی کوشش کرتے رہے ہیں اور انہوں نے کبھی نصوصِ شریعت کو معاشرے کی ضرورت کے مطابق ڈھالنے کی کوشش نہیں کی، اس فکر و عمل کے نتیجہ میں شاہی درباروں اور حکومتی حلقوں میں باریابی، عہدوں اور مناصب تک رسائی، عوامی حلقوں میں مقبولیت، بزعم خویش تعلیم یافتہ طبقہ احترام اور اہل ثروت کے ہاں پزیرائی سے تو محروم ہونا پڑتا ہے مگر دربار الٰہی میں رسائی آسان ہوجاتی ہے۔''

(مقدمہ جانب حلال از ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ، ص ۷۲)

احسن الحدیث | فقہ الحدیث | توضیح الاحکام | فضائل و مناقب | تحقیق وتنقید

مکتبۃ الحدیث حضرو اٹک پاکستان

تعارف

جامعہ اہل الحدیث حضرو ضلع اٹک

- عرصہ دراز سے محدث العصر حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کی زیرِ نگرانی دینِ حنیف کی خدمت میں مصروف عمل رہا ہے۔
- جامعہ سے اب تک بیسیوں حفاظ، علماء اور محققین فیض یاب ہو چکے ہیں جو ملک و بیرونِ ملک دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔
- جامعہ ہذا محدث العصر رحمہ اللہ کی وفات کے بعد اسی منہج کے مطابق علمی فروغ کے لیے کوشاں ہے۔

ادارے میں درج ذیل شعبہ جات قائم ہیں

شعبہ	تفصیل
تحفیظ القرآن	کم سے کم مدت میں پختہ منزل کے ساتھ قرآن مجید حفظ کرایا جاتا ہے اور بچوں کی تربیت کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ یہ شعبہ ماہر اساتذہ کی نگرانی میں کامیابی کی طرف گامزن ہے۔
تجوید القرآن	جس میں اصولِ تجوید کے مطابق مشق، حدر اور منزل پختہ کرانے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔
درسِ نظامی	چھ سالہ کورس، وفاق المدارس السلفیہ کے نصاب کے عین مطابق ہے۔ عصری علوم کا ذوق رکھنے والے ذہین وفطین طلباء کی بھرپور حوصلہ افزائی اور مکمل راہنمائی کی جاتی ہے۔
جامعہ عائشہ للبنات	جس میں طالبات کی تعلیم وتربیت کے لیے چار سالہ درس نظامی کا کورس ہے۔
تحقیق وتصنیف	اس شعبے میں اہم موضوعات پر کتاب وسنت کی روشنی میں تحقیق وتنقیح کے بعد کتابیں تصنیف کی جاتی ہیں جو ایک عرصے سے خوش اسلوبی کے ساتھ یہ فریضہ سرانجام دے رہا ہے۔
لائبریری	ملک کی چند اہم اور بڑی لائبریریوں میں اس کا شمار ہوتا ہے جس میں حدیث، تفسیر، اسماء الرجال، تاریخ، ادب اور دیگر کئی موضوعات پر نادر کتب موجود ہیں۔ جگہ کی تنگی کے باعث لائبریری کو مزید وسعت دی جا رہی ہے، دوسرے فلور کی تعمیر کا آغاز عنقریب ہو رہا ہے جو یقیناً احباب کی توجہ کا حامل پروجیکٹ ہے۔ بعض موضوعات پر ریسرچ کرنے کے لیے دور دراز سے آنے والے ریسرچرز کی رہائش اور کھانا ادارے ہی کے ذمے ہے۔
دار الافتاء	روز مرہ زندگی میں پیش آنے والے مسائل کا حل کتاب وسنت کی روشنی میں کیا جاتا ہے۔ خط کتابت، انٹرنیٹ اور فون کے ذریعے سے سوالات کے تسلی بخش جوابات دیئے جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں بعض حضرات بنفس نفیس حاضر ہوتے ہیں اور قلبی اطمینان کے بعد واپس جاتے ہیں۔
مجلہ اشاعۃ الحدیث	خالص کتاب وسنت کی دعوت پر مبنی ہے جو عرصہ بارہ (۱۲) سال سے مسلسل شائع ہو رہا ہے۔ متلاشیانِ حق کے لیے مشعل راہ ہے اور بے شمار لوگ اس کے ذریعے سے دعوتِ حق قبول کر چکے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس رسالے کو ہر سو عام کیا جائے اور اس کی مسلسل اشاعت کے لیے بھرپور تعاون کیا جائے۔

حافظ شیر محمد الاثری حفظہ اللہ مدیر جامعہ اہل الحدیث حضرو
0300-5288783

Account No: 0010016983950020 Branch Code: 0105 Allied Bank Hazro

140

نضر اللہ امرءً اسمع منا حدیثًا فحفظه حتی یبلغه

ماہنامہ اشاعۃ الحدیث حضرو

جلد: 13 | رجب 1438ھ | اپریل 2017ء | شمارہ: 04

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِیۡثِ

قیمت

فی شمارہ 30 روپے

سالانہ 500 روپے

مع محصول ڈاک پاکستان

بذریعہ ایزی پیسہ

ID Card No:
37405-0348363-7
Mobile:
نصیر احمد کاشف: 0301-4112248

خط کتابت

مکتبۃ الحدیث حضرو، اٹک پاکستان

ishaatulhadith@gmail.com

ishaatulhadith.com ishaatulhadith

0300-8663828

ناشر حافظ شیر محمد الاثری 0300-5288783 مقامِ اشاعت مکتبۃ الحدیث حضرو ضلع اٹک

اس شمارے میں

تفسیر سورۂ مائدہ (۴۱)

﴿ یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ لَا یَحْزُنْكَ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْكُفْرِ مِنَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَ لَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛۚ وَ مِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا ۛۚ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِیْنَ ۙ لَمْ یَاْتُوْكَ ؕ یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ یَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِیْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَ اِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ؕ وَ مَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا ؕ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ لَمْ یُرِدِ اللّٰهُ اَنْ یُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ؕ لَهُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ ۚۖ وَّ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴾ (المآئدۃ: ٤١)

''اے رسول! آپ کو وہ لوگ غمگین نہ کریں جو کفر میں دوڑ کر جاتے ہیں، ان لوگوں میں سے جنھوں نے اپنے مونہوں سے کہا: ہم ایمان لائے، حالانکہ ان کے دل ایمان نہیں لائے اور ان لوگوں میں سے جو یہودی بنے، بہت سننے والے ہیں جھوٹ کو، بہت سننے والے ہیں دوسرے لوگوں کے لیے جو آپ کے پاس نہیں آئے، وہ کلام کو اس کی جگہوں کے بعد پھیر دیتے ہیں۔ کہتے ہیں: اگر تمھیں یہ دیا جائے تو لے لو اور اگر تمھیں یہ نہ دیا جائے تو بچ جاؤ، اور وہ شخص کہ جسے اللہ فتنے میں ڈالنے کا ارادہ کرے تو آپ اس کے لیے اللہ سے ہرگز کسی چیز کے مالک نہیں ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ نے نہیں چاہا کہ ان کے دلوں کو پاک کرے، ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لیے آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے۔''

فقہ القرآن:

☆ ﴿ یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ لَا یَحْزُنْكَ الَّذِیْنَ...... ﴾ منافقین کے کردار سے نبی کریم ﷺ کو جو رنج پہنچا تو اس پر تسلی دینے کے لیے فرمایا کہ آپ ان لوگوں کی وجہ سے رنجیدہ نہ ہوں کیونکہ ﴿ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَ لَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ﴾ یہ لوگ تو زبانی ایمان کے دعوے کررہے ہیں، ان کا دل ایمان سے خالی ہے، چنانچہ ایسے لوگوں کی وجہ سے آپ قطعاً غمگین

نہ ہوں جو کسی بھی وقت کفر کی طرف پلٹ جاتے ہیں۔

☆ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک یہودی مرد اور ایک یہودی عورت کو لایا گیا جو زنا کے مرتکب ہوئے تھے۔ آپ نے ان سے دریافت کیا: ”تم اپنی کتاب (تورات) میں اس کی سزا کیا پاتے ہو؟“ انہوں نے کہا: ہمارے علماء نے اس جرم کی سزا، چہرے کو کالا کرنا اور گدھے پر الٹا سوار کرنا تجویز کی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! انہیں تورات لانے کا کہیں۔ تورات لائی گئی تو ان میں سے ایک شخص نے آیت رجم پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اور اس کے آگے پیچھے کی آیات پڑھنے لگا۔ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: اپنا ہاتھ اٹھاؤ، تو دیکھا کہ آیت رجم اس کے ہاتھ کے نیچے تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے متعلق حکم دیا تو ان دونوں کو سنگسار کر دیا گیا۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: انہیں بلاط کے پاس رجم کیا گیا تھا۔ میں نے یہودی آشنا کو دیکھا کہ وہ اپنی داشتہ کو بچانے کے لیے اس پر جھک جھک پڑتا تھا۔ (صحیح بخاری: ۶۸۱۹)

☆ امام قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا: صحیح ترین قول یہی ہے کہ یہ آیت ایک یہودی مرد و عورت کے زنا اور رجم کے قصے میں نازل ہوئی۔ (الجامع الاحکام القرآن: ۷/ ۴۷۵)

☆ ﴿وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ﴾ سَمَّاعٌ (واحد) سَمْعٌ مصدر سے صیغہ مبالغہ ہے، یعنی خوب کان لگا کر سننے کو کہتے ہیں۔ تفسیر السعدی (۱/۲۸۶) میں مذکور ہے۔ ”﴿سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ ......﴾ جاسوسی کرتے ہیں جھوٹ بولنے کے لیے، وہ جاسوس ہیں دوسرے لوگوں کے جو آپ تک نہیں آئے، یعنی اپنے سرداروں کی آواز پر لبیک کہنے والے، ان کے مقلد، جن کا تمام تر معاملہ جھوٹ اور گمراہی پر مبنی ہے اور یہ سردار جن کی پیروی کی جاتی ہے ﴿لَمْ يَاْتُوْكَ ......﴾ آپ کے پاس کبھی نہیں آئے، بلکہ وہ آپ سے روگردانی کرتے ہیں اور اسی باطل پر خوش ہیں جو ان کے پاس ہے۔“

☆ ﴿يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ﴾ یعنی تورات میں تحریف کر کے اس کے الفاظ بھی بدل دیتے اور اس کی باطل تاویلیں بھی کرتے ہیں۔ سورۂ نساء (۴۶) میں: ﴿يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ﴾ ہے، ان دونوں آیتوں کو ملانے سے مطلب یہ ہوا کہ

ان لوگوں نے کہیں تورات کے لفظوں کے معنی غلط تراشے ہیں تو کہیں تورات کے لفظوں کو بدل ڈالا ہے، یعنی یہود نے تورات میں لفظی ومعنوی دونوں طرح کا تغیر وتبدل کیا ہے۔

☆ ﴿يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ ......﴾ یہودی (زنا کے مرتکبین کو بطور مشورہ) کہتے: محمد ﷺ کے پاس جاؤ، اگر وہ تمہیں (یہی) منہ کالا کرنے اور کوڑے لگانے کا حکم دیں تو قبول کر لینا اور اگر رجم کا فتویٰ دیں تو احتراز کرنا۔ (صحيح مسلم: ١٧٠٠)

☆ ﴿وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا﴾ جسے اللہ تعالیٰ فتنے میں ڈالنے (گمراہ کرنے) کا ارادہ کرلے۔ آپ اس کے لیے اللہ کے ہاں کچھ نہیں کر سکتے، جیسا کہ دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ﴾ ''آپ جسے پسند کریں اسے ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ ہی جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔'' (القصص: ٥٦)

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے دلوں کو کفر ونفاق سے پاک نہیں کرنا چاہتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ قوانین ہدایت کے مطابق ہی انہیں ہدایت مل سکتی ہے، جبکہ یہ ان سے روگردانی کر رہے ہیں، چنانچہ ان کے لیے ﴿لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۚۖ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ دنیا میں بھی رسوائی ہے اور آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے۔

الفصل الثاني

۵۵۱: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: **«مَنْ اَتٰی حَائِضًا، اَوِ امْرَأَةً فِی دُبُرِهَا، اَوْ کَاهِنًا، فَقَدْ کَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ»**. رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَ ابْنُ مَاجَهَ، وَالدَّارِمِیُّ وَفِیْ رِوَایَتِهِمَا: **«فَصَدَّقَهٗ بِمَا یَقُوْلُ، فَقَدْ کَفَرَ»** وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ: لَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِیْثَ اِلَّامِنْ حَکِیْمِ الْأَثْرَمِ، عَنْ اَبِی تَمِیْمَةَ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ.

(۵۱۱) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے حائضہ (بیوی) سے ہم بستری کی یا اس کی دبر میں (صحبت) کی یا کسی نجومی کے پاس گیا (پھر اس کی بتائی ہوئی بات کی تصدیق کی) تو اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو (وحی) نازل کی گئی ہے اس کا انکار کیا۔'' اسے ترمذی، ابن ماجہ، اور دارمی نے روایت کیا ہے۔

(آخر الذکر) دونوں میں یہ الفاظ مروی ہیں: ''پھر اس کی بتائی ہوئی بات کی تصدیق کی تو اس نے کفر کیا۔'' امام ترمذی نے کہا: ہم یہ روایت صرف حکیم الاثرم عن ابی تمیمہ عن ابی ہریرۃ کی سند سے جانتے ہیں۔

تحقیق: حسن

تخریج: سنن الترمذی: ۱۳۵، سنن ابن ماجہ: ۶۳۹، سنن الدارمی: ۱/ ۲۶۰ ح: ۱۱٤۱۔

فقہ الحدیث:

① حالتِ حیض میں بیوی کے ساتھ ہمبستری ممنوع ہے۔ اس حالت میں ہمبستری سے طبی طور پر بھی آدمی نقصان سے دوچار ہو جاتا ہے، لہٰذا اس سے اجتناب بہت ضروری ہے۔
سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کے بارے میں بیان کرتے ہیں جو

ایام حیض میں اپنی بیوی سے مجامعت کر بیٹھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک دینار صدقہ دے یا آدھا دینار۔''

(صحیح، سنن ابی داود: ٢١٦٨؛ سنن النسائی: ٢٩٠؛ سنن ابن ماجه: ٦٤٠)

② بیوی کی دبر میں وطی کرنا حرام ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف (نظر رحمت سے) نہیں دیکھے گا جس نے اپنی بیوی سے اس کی دبر میں جماع کیا۔'' (صحیح، سنن ابن ماجه: ١٩٢٣)۔

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ شخص ملعون ہے جو بیوی سے اس کی دبر میں جماع کرتا ہے۔'' (حسن، سنن ابی داود: ٢١٦٢)۔

③ کاہن ونجومی کے پاس جانا کہ وہ مستقبل کے حالات سے آگاہ کرے گا، حرام ہے، کمزور عقیدے والوں کو بہت سے شعبدہ باز اپنے پیچھے لگا لیتے ہیں، لہٰذا ان کے پاس جانا ہی ممنوع ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص کسی عراف وکاہن کے پاس گیا، پھر اس سے کسی چیز کے بارے میں پوچھا تو اس کی چالیس (دن) رات نماز قبول نہیں ہوتی۔''

(صحیح مسلم: ٢٢٣٠، رقم المسلسل: ٥٨٤١)۔

٥٥٢: وَعَنْ مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا يَحِلُّ لِيْ مِنَ امْرَاَتِيْ وَهِيَ حَائِضٌ قَالَ: «**مَافَوْقَ الْاِزَارِ وَ التَّعَفُّفُ عَنْ ذٰلِكَ اَفْضَلُ**» رَوَاهُ رَزِيْنٌ وَقَالَ مُحْيِ السُّنَّةِ اِسْنَادُهٗ لَيْسَ بِقَوِيٍّ.

(۵۲۲) سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے لیے میری بیوی سے کیا حلال ہے، جبکہ وہ حائضہ ہو؟ آپ نے فرمایا: ''تہہ بند سے اوپر اوپر (حلال ہے) البتہ اس سے (بھی) بچنا افضل ہے۔'' اسے رزین نے روایت کیا ہے اور محیی السنۃ نے کہا: اس کی اسناد قوی نہیں۔

تحقیق: اسناده ضعیف۔

تخریج: رزین (لم اجده) سنن ابی داود: ٢١٣، مصابيح السنة: ١/ ٢٤٦ ح:

٣٥٨۔ یہ منقطع ہے کیونکہ عبدالرحمٰن بن عائذ نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا۔

٥٥٣: **وَعَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: **(اِذَا وَقَعَ الرَّجُلُ بِاَهْلِهٖ، وَهِيَ حَائِضٌ، فَلْيَتَصَدَّقْ بِنِصْفِ دِيْنَارٍ)**. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

(٥٥٣) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب آدمی اپنی بیوی سے حالت حیض میں مجامعت کر بیٹھے تو آدھا دینار صدقہ کرے۔'' اسے ترمذی، ابوداود، نسائی، دارمی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

تحقیق: ضعیف

تخریج: سنن الترمذی: ١٣٦؛ سنن ابی داود: ٢٦٦؛ سنن النسائی: ١/ ١٥٣، سنن الدارمی: ١/ ٢٥٤، ح: ١١١٠۔ ١١١٢، سنن ابن ماجه: ٦٤٠۔ خصیف جمہور کے نزدیک ضعیف ہے اور شریک القاضی مدلس ہے۔

تنبیہ: حدیث: (٥٥١) کے فوائد میں اس مفہوم کی صحیح حدیث گزر چکی ہے مذکورہ روایت کی تخریج میں سنن النسائی اور سنن ابن ماجہ کی روایت صحیح ہے کیونکہ حکم بن عتبہ سے جب شعبہ بیان کریں گے تو وہ سماع پر محمول ہوگی۔

٥٥٤: **وَعَنْهُ**، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: **(اِذَا كَانَ دَمًا اَحْمَرَ، فَدِيْنَارٌ، وَ اِذَا كَانَ دَمًا اَصْفَرَ، فَنِصْفُ دِيْنَارٍ)**. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(٥٥٤) انہی (ابن عباس رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب (حیض کا) خون سرخ ہو (اور جماع کر لے) تو ایک دینار، جب خون زرد ہو تو نصف دینار (صدقہ کرے)'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

تحقیق: سنده ضعیف۔

تخریج: سنن الترمذی: ١٣٧؛ البیهقی: ١/ ٣١٦، ٣١٧؛ سنن ابن ماجه: ٦٥٠، عبدالکریم، ابوامیہ ہے اور وہ ضعیف ہے۔

بعض الزامات وشبہات کا ازالہ

سوال: محترم حافظ صاحب! رسالہ الحدیث کا شدت سے انتظار رہتا ہے، اب کافی عرصے بعد دوبارہ شائع ہوا تو دل باغ باغ ہوگیا، عرض یہ ہے کہ شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کے بعد ہم آپ کی تحریر سے بھی مطمئن ہیں بالخصوص سنابلی صاحب کے بارے میں جو آپ نے لکھا، اس سے حقیقت مزید واضح ہوئی۔ محترم! میں نہیں جانتا کہ آپ نے مزید اس بارے میں لکھنا کیوں چھوڑ دیا، لیکن ایک گزارش ہے اور امید ہے کہ آپ اس پر ضرور توجہ کریں گے وہ یہ کہ سنابلی صاحب نے کچھ شبہات ایسے پیدا کرنے کی کوشش کی ہے کہ اگر ان کی وضاحت نہ کی گئی تو کل کو غیر اہل حدیث اس بنا پر طعن کر سکتے ہیں۔ براہ مہربانی میرے بھیجے ہوئے ان صفحات کا جواب ضرور دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم سے نوازے۔ آمین۔ (ابو عثمان محمد رضوان نجمی، کراچی)

جواب: بعض اساتذہ کرام، بہت سے احباب کے اصرار اور عالمی اسلامی حالات کے پیش نظر محترم سنابلی صاحب کی تحریر کو قصداً نظر انداز کیا۔ اسی اثنا میں محدث محب اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ کی درج ذیل تحریر نظر سے گزری، آپ لکھتے ہیں: ''خود پسندی اتنی تو بڑھ گئی ہے کہ بعض علمائے اہل حدیث کی کئی (کسی) تحریر یا مضمون پر اگر نیک نیتی سے تنقید یا تبصرہ کیا جائے تو اس پر وہ حقیقت پسندانہ جائزہ لینے کے بجائے کھڑے ہو جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ فلاں کو یہ جرأت کیسے ہوئی کہ اس پر تبصرہ یا تنقید کرے۔ قوم عاد کی طرح اپنے بارے میں اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ بس ہمارا لکھا آخر ہے یا مثل وحی ہے جو ہرگز غلط نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا جس نے بھی خوش قسمتی یا بدقسمتی سے ان پر قلم اٹھایا ہے وہ ہی قابل گردن زنی ہے، بس پھر تو بیچارے کے اوپر بے جا اور غلط الزامات کی بھرمار شروع ہو جاتی ہے حتی کہ وہ

اپنی تحریر سے خاموشی اختیار کر لیتا ہے۔ باوجود اس کے کہ اس کو معلوم ہوتا ہے کہ میں حق پر ہوں۔ بس یہی باتیں ہیں جس کے نتیجے میں یہ فتویٰ بازی اور ایک دوسرے کی گِلا، غیبت، اتہام، دشنام طرازی اور بیہودہ بکواس ملک بھر میں چلتی رہتی ہے اور انتشار کا ایک ایسا طوفان برپا ہو جاتا ہے جس میں ہر کوئی تنکے کی طرح بہہ جاتا ہے اور پھر اس ہمہ گیر آگ میں سوکھوں کے ساتھ ہرے بھی مل جاتے ہیں۔" (مقالات راشدیہ: ۱/۴۸۳، ۴۸۴)

بعد ازاں جواب نہ دینے کا ارادہ مزید پختہ ہو گیا، ویسے بھی جسے ہم حق سمجھتے ہیں اسے دوسروں تک پہنچا سکتے ہیں، منوا نہیں سکتے کیونکہ "میں نہ مانوں" کا علاج کسی کے پاس نہیں ہے، بہر صورت آپ نے جن شبہات والزامات کا ذکر کیا، ان کا ازالہ پیش خدمت ہے:

شبہ: سنابلی صاحب نے لکھا ہے: "پہلا رُخ: الکامل لابن عدی میں ایک قول مع سند اس طرح ہے: سمعت موسى بن القاسم بن موسى بن الحسن بن موسى الأشيب يقول، حدثنى أبوبكر ، قال: سمعت ابراهيم الأصبهانى يقول: أبوبكر بن داود كذاب"[الكامل فى ضعفاء الرجال لا بن عدى ت عادل و على: ٥/ ٤٣٦) اس سند کے بارے میں ندیم ظہیر صاحب کے استاذ ممدوح زبیر علی زئی صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں: "اس روایت کا راوی ابوبکر یا بن بکر نامعلوم ہے، لہٰذا یہ جرح بھی ثابت نہیں ہے۔" (مقالات: ۴/۳۸۰)

دوسرا رخ: الکامل لابن عدی ہی میں ایک دوسرا قول بالکل اسی سند سے اس طرح ہے: سمعت موسى بن القاسم بن موسى بن الحسن بن موسى الأشعث يقول: حدثنى أبوبكر ، قال: سمعت ابراهيم الأصبهانى يقول: أبوبكر بن أبى يحيى كذاب" [الكامل فى ضعفاء الرجال لا بن عدى ت عادل و على: ١/ ٣٢١] اس سند کے بارے میں ندیم ظہیر صاحب کے استاذ ممدوح زبیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں: "وسندہ صحیح" (مقالات: ۵/۵۵۲)

قارئین! ملاحظہ فرمایا آپ نے! قائل ایک ہی، قول بھی ایک ہی، اور سند بھی ایک ہی اور کتاب بھی ایک ہی ہے، لیکن ایک سند کو ایک جگہ ضعیف ثابت کیا گیا اور

دوسری جگہ عین اسی سند کو ڈنکے کی چوٹ پر ''سندہ صحیح'' کہا گیا! ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے!!'' (ندیم ظہیر صاحب کی دوسری تحریر کا جواب، ص ۱)

ازالہ:

سنابلی صاحب کو یہ دو رخ بنانے کے لیے زیادہ محنت نہیں کرنی پڑی، صرف ایک عبارت کو حذف کر کے اپنا ہدف پورا کر لیا ہے، کیونکہ حافظ زبیر علی زئی محدث رحمہ اللہ نے اسی صفحے (مقالات ۴/۳۸۰) پر جہاں الکامل لا بن عدی کا حوالہ دیا وہاں تاریخ دمشق (۵۹/۳۱) کا حوالہ بھی نقل کر کے لکھا: ''وعنده: ابن بکر'' اور اسی بنیاد پر شیخ محترم نے لکھا: ''اس روایت کا راوی ابوبکر یا ابن بکر نامعلوم ہے''، یعنی بعض کتابوں میں ابوبکر ہے تو بعض میں ابن بکر ہے اور اس عدم تعین کی وجہ سے نامعلوم کہا، ان دو راویوں میں سے کون ہے؟ ابوبکر یا ابن بکر!! یہ تعین معلوم نہیں اور جہاں ''وسندہ صحیح'' کہا وہاں ابوبکر سے مراد ابن ابی دنیا ہیں اور ابن بکر کا کوئی شائبہ نہیں۔

اب سنابلی صاحب بتائیں کہ تاریخ دمشق کا حوالہ حذف کر کے ﴿يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ﴾ کا عملی ثبوت کس نے دیا ہے؟

شبہ: ''عرض ہے کہ ندیم صاحب یہ بھول رہے ہیں کہ ان کے استاد ممدوح نے بخاری و مسلم کے راوی یزید بن خصیفہ کو ''مختلف فیہ'' لکھا ہے (قیام رمضان، ص ۶۳) واضح رہے کہ حافظ زبیر علی زئی ''یزید بن خصیفہ'' کو مختلف فیہ کہنے کے باوجود بھی اس کو ثقہ ہی مانتے ہیں، جس طرح ہم عبدالوہاب الثقفی کو متکلم فیہ کہنے کے باوجود بھی اسے ثقہ ہی مانتے ہیں...... اب عبدالوہاب الثقفی کو متکلم فیہ کہنے پر ندیم صاحب جو اشکالات اٹھا رہے ہیں، عین وہی اشکالات ان کے استاد ممدوح کی طرف سے یزید بن خصیفہ کو مختلف فیہ کہنے پر بھی وارد ہوتے ہیں۔'' (ص ۹)

ازالہ:

موصوف یزید بن خصیفہ کو عبدالوہاب الثقفی کے ساتھ جوڑ کر خلط مبحث کرنا چاہتے ہیں، کیونکہ ہم سابقہ تحریر میں واضح کر چکے ہیں کہ عبدالوہاب الثقفی پر ''فیہ ضعف'' کی جرح

بے بنیاد ہے۔امام ذہبی اور حافظ ابن حجر رحمہما اللہ نے ان کے نام کے ساتھ ''صح'' لکھ کر ثابت کر دیا ہے کہ عبدالوہاب ثقفی "من تكلم فيه بلا حجة" میں سے ہیں۔اس کے برعکس یزید بن خصیفہ پر جرح کو تسلیم کیا گیا ہے میزان یا لسان میں ''صح'' کی کوئی علامات ان کے نام کے ساتھ نظر نہیں آتی ، بلکہ لسان المیزان (۴۵۳/۹) میں ''ۃ'' کی علامت ہے، یعنی "مختلف فيه والعمل على توثيقه"اب اتنے نمایاں فرق کے باوجود سنابلی صاحب کا یہ کہنا کہ ''ندیم صاحب اپنے استاد ممدوح کو ان اشکالات کی زد سے بچانے کے لیے جو بھی جواب دیں گے وہی جواب ہمارا بھی ہے۔'' سینہ زوری کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔ یزید بن خصیفہ کو محدثین خود ''مختلف فیہ'' قرار دے رہے ہیں جبکہ عبدالوہاب ثقفی کا دفاع کر رہے ہیں، پھر ان دونوں کو ایک ہی نظر سے دیکھنا اور موازنہ کرنا کس طرح درست ہوسکتا ہے؟ لہٰذا موصوف کا یہ اعتراض بالکل غلط ہے کہ اگر یزید بن خصیفہ مختلف فیہ ہے تو عبدالوہاب ثقفی متکلم فیہ کیوں نہیں ہوسکتا ہے؟ ظاہر ہے جب دونوں کی ہیئت و کیفیت میزانِ محدثین میں مختلف ہے تو دونوں پر حکم یکساں کیسے ہوسکتا ہے؟

تنبیہ: سنابلی صاحب امام بزار رحمہ اللہ سے متعلق جرح میں بھی اسی طرح خلط مبحث کا شکار ہوئے ہیں۔

شبہ: سنابلی صاحب کا کہنا ہے کہ آپ نے شیخ ابو اسحاق الحوینی حفظہ اللہ کا قول نقل کرنے میں تحریف کی ہے،اس بارے میں بھی وضاحت درکار ہے۔

ازالہ:

اس بارے میں تو یہی کہا جا سکتا ہے کہ سنابلی صاحب کو تحریف کی تعریف معلوم نہیں یا موصوف ہر اس بات کو تحریف سمجھتے ہیں جو ان کے خلاف وارد ہو!!!

"نثل النبال بمعجم الرجال الذين ترجم لهم فضيلة الشيخ المحدث أبو اسحاق الحويني" سے ہم نے حوالہ نقل کیا اور من وعن اسی طرح نقل کیا جس طرح مذکورہ کتاب میں موجود ہے، ایک حرف بھی آگے پیچھے نہیں کیا اور یہ بھی نہیں کیا کہ لکھا کسی اور کتاب سے، حوالہ کسی اور کتاب کا دے دیا، پھر یہ کس طرح تحریف بن گئی؟؟

جن لوگوں کے قلم دراز ہوں اور یہ بھول جائیں کہ ان کے فتوے کی زد کس کس پر پڑے گی وہی لوگ اس طرح کی حرکات کرتے ہیں۔ مذکورہ کتاب محدث ابواسحاق الحوینی حفظہ اللہ کے تلمیذ الشیخ ابوعمرو احمد بن عطیہ الوکیل حفظہ اللہ نے مرتب کی ہے۔ اگر بقول سنابلی صاحب یہ تحریف ہے تو اس تحریف کے مرتکب الشیخ ابوعمرو احمد ہوئے ہیں، والعیاذ باللہ۔

محدث ابو اسحاق الحوینی حفظہ اللہ حیات ہیں اور ان کی زندگی میں ان کے شاگرد نے کتاب مرتب کی، اگر انہیں اپنے شاگرد پر اعتماد نہ ہوتا تو وہ اس کی تردید کرتے لیکن ہمارے علم کے مطابق محدث ابواسحاق الحوینی نے مذکورہ کتاب یا اپنے تلمیذ سے متعلق کسی قسم کی کوئی تردید نہیں فرمائی، گویا ”وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ فِيْهِ مِنْ جِهَةِ أَنَّهُ اخْتَلَطَ“ پر شیخ کو اطمینان ہے۔ ایک طرف الشیخ ابوعمرو احمد ہیں جنہوں نے براہ راست محدث ابواسحاق الحوینی حفظہ اللہ سے علم حاصل کیا اور دوسری طرف سنابلی صاحب ہیں جنہوں نے شاید راہ چلتے بھی شیخ سے ملاقات نہ کی ہو، سو اس بنا پر بھی الشیخ ابوعمرو احمد کی توضیح ہی معتبر قرار پائے گی۔ اپنی من چاہی تعریف کے مطابق موصوف مسلسل ہم پر تحریف کے الزامات لگا رہے ہیں جس پر انہیں جوابدہ ہونا پڑے گا، ان شاء اللہ۔

شبہ: ”سلیمان بن موسیٰ سے سوید کی روایت صحیح ہے، گرچہ یہ متکلم فیہ ہیں“ سنابلی صاحب اس عبارت کو نقل کرنے میں آپ کو ’ہاتھ کی صفائی‘ کا طعنہ دے رہے ہیں، اس بارے میں بھی وضاحت درکار ہے۔

ازالہ:

ہم تو اب بھی یہی کہتے ہیں کہ موصوف نے محض اپنی غرض و غایت کے لیے سوید کو متکلم فیہ قرار دیا کہ جس کے ضعف پر بقول علامہ نووی رحمہ اللہ وغیرہ اجماع ہے، ورنہ ایک متروک راوی پر محتمل اصطلاح کے استعمال کی انھیں ضرورت ہی نہیں تھی۔ آیندہ سطور میں آنجناب کے ’ہاتھ کی صفائی‘ بھی واضح ہو جائے گی اور ہمارے اعتراض کی تائید بھی۔

سنابلی صاحب ایک محل نظر زیادت: ”أَيَّامُ ذَبحٍ“ کی تائید میں سوید مذکور کی روایت پیش

کرتے ہیں، چنانچہ منقول ہے: ''اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ بعض طرق میں پوری صراحت کے ساتھ ملتا ہے کہ ابن جریج کے استاذ سلیمان بن موسیٰ نے اس حدیث کو نافع بن جبیر سے موصولاً روایت کیا ہے'' (چاردن قربانی کی مشروعیت ص ۱۷)

بعدازاں سنن دارقطنی سے سوید کی روایت نقل کی گئی ہے۔اب اگر آنجناب لکھتے کہ ''سوید متروک،شدید ضعیف راوی کی روایت بھی اس کی تائید کرتی ہے''تو ضعیف + ضعیف والے بھی اسے لائق التفات نہ جانتے،البتہ متکلم فیہ سے گزارا ہوسکتا تھا،سوانھوں نے اسی کا انتخاب کیا اور ہاتھ کی صفائی دکھاتے ہوئے محل نظر زیادت کی تائید میں ایک متروک راوی کی روایت پیش کر کے اپنا مقصد حاصل کررہے ہیں۔

سنابلی صاحب نے مزید لکھا: ''ندیم ظہیر صاحب نے جو جملہ نقل فرمایا ہے،اس کے فوراً بعد ہم نے ''کیونکہ'' کہہ کر اس بات کی وجہ بتادی ہے کہ سوید کی روایت کیوں صحیح ہے۔'' اور وہ یہ کہ ابن جریج نے سوید کی متابعت کر دی ہے۔'' (...... دوسری تحریر کا جواب ص ۱۵)

اسے سادگی کہیں یا ہاتھ کی صفائی...... پہلے ابن جریج کی روایت میں محل نظر زیادت کی تائید میں سوید (متروک) کی روایت پیش کی،بعدازاں جب سوید پر اعتراض ہوا تو سوید کی تائید (متابعت) ابن جریج سے کرادی!! یہ محض غرض و غایت نہیں تو اور کیا ہے؟

ع جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

لہٰذا ان کا ''کیونکہ''،طفل تسلی سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں اور یہ انھیں قطعاً مفید نہیں۔

یہ سنابلی صاحب کے وہ شبہات ہیں جو انھوں نے ہماری ذات یا اسلوب سے متعلق پیدا کیے اور سائل کے اصرار پر ان کا ازالہ بھی کردیا ہے۔

موصوف کی اور بھی بہت سی باتیں قابل اعتراض و قابل اصلاح ہیں لیکن ہم انھیں قصداً نظر انداز کررہے ہیں کیونکہ سمجھنے والے سمجھ چکے ہیں اور ہٹ دھرمی والوں کو نہ ہم منوا سکتے اور نہ سمجھا ہی سکتے ہیں۔

ازقلم: حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ **ترجمہ:** حافظ فرحان الٰہی

سنت کے سائے میں

محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانا واجب ہے

امام ہمام بن منبہ الصنعانی اپنے صحیفہ صحیحہ میں فرماتے ہیں:

هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ...... وَذَكَرَ أَحَادِيْثَ وَ فِيقِهِ: وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: **«وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَا يَسْمَعُ بِيْ أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ وَلَا يَهُوْدِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ، وَمَاتَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِيْ أُرْسِلْتُ بِهِ، إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ»** (حدیث:۹۱)

یہ صحیفہ ہمیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے محمد رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا، انھوں نے کئی احادیث کا ذکر کیا، ان میں سے ایک یہ ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! اس امت میں سے میرے بارے میں جو بھی سن لے، خواہ یہودی ہو یا عیسائی۔ اگر وہ اس (دین) پر ایمان لانے سے پہلے مر جائے جو میں لے کر آیا ہوں تو وہ شخص آگ والوں میں سے ہے۔''

حکم الحدیث: إسناده صحیح

تخریج الحدیث:

أخرجه أحمد(۲/ ۳۱۷)، وأبو عوانة الإسفراینی فی المسند المستخرج(۱/ ۱۰٤) وابن مندة فی کتاب التوحید (۳۱٤، ۳۱۵، ح۱۵۱) من طریق همام به، اور ہمام کے ثقہ ہونے پر سب کا اتفاق ہے، امام مسلم نے اپنی صحیح، رقم الحدیث(۱۵۳) میں ایک اور سند سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

تنبیہ: حدیث میں امت سے مراد امتِ دعوت ہے۔[(طرح التثریب(۷/ ۱۵۸)]

فقہ الحدیث:

① یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ ہمارے نبی محمد ﷺ پر ایمان لانا واجب ہے، جو کہ خاتم

النّبیین ہیں، اور اپنی بعثت کے وقت سے لے کر تا قیامِ قیامت، تمام اہل زمین، جنوں اور انسانوں کی طرف مبعوث ہوئے۔

② یہ حدیث قرآن وحدیث کی حجیت پر بھی دلالت کرتی ہے، دینِ مبین کی بنیادیں قرآن وحدیث ہیں، اور یہی شریعتِ اسلامیہ کے مصادر ہیں، لہٰذا ان میں سے کسی ایک کو دوسرے پر (من حیث الدلیل) مقدم نہیں جانا جائے گا، بلکہ دونوں پر ہی عمل ہو گا۔

③ اس حدیث میں دلیل ہے کہ ہمارے نبی محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کے بعد یہودیت، نصرانیت اور دیگر تمام شریعتیں منسوخ ہوگئی ہیں۔

④ کوئی یہودی ہو یا نصرانی ہو۔ اگر محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان نہیں لائے گا تو اس پر کافر کا حکم نافذ ہو گا، یہود و نصاریٰ کا تذکرہ بطورِ خاص اس لیے کیا کہ دیگر قوموں کے مقابلے میں ان دونوں گروہوں کے پاس آسمانی کتاب موجود ہے، لہٰذا جب ان دونوں کا معاملہ کتاب ہونے کے باوجود اس قدر ہے تو جن قوموں کے پاس کتاب نہیں وہ اس وعید میں بالاولیٰ شامل ہیں۔

⑤ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانے کے معاملہ میں مجتہد کی خطا ایسی ہے کہ جیسے کافر معاند کی، سو وہ معذور نہیں۔

⑥ مفہوم حدیث سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ جس آدمی کے پاس اسلام کی دعوت نہیں پہنچی، وہ معذور تصور ہو گا، اس بارے میں علماء کے مابین اختلاف ہے لیکن دوسرے دلائل سے واضح ہے کہ روز قیامت ایسے لوگوں کا امتحان لیا جائے گا، واللہ اعلم۔

⑦ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی صفت (ید) ہاتھ کا اثبات ہے ہم ان الفاظ پر ایمان رکھتے ہیں، ان کی تاویل نہیں کرتے اور نہ انھیں کسی قسم کی تشبیہ دیتے ہیں اور یہی اہل سنت کا مسلک و مذہب ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفت ''ید'' کو متشابہات میں سے کہنا اہل بدعت کا مسلک ہے۔

ابوصفی عبدالرحمٰن اثری

امام مسلم رحمہ اللہ کی کمال احتیاط و عظیم امانتداری

محدثین کرام کی جماعت نے حفاظت حدیث کے لیے بے مثال قربانیاں دیں۔اس کی حفاظت کے لیے ایک ایک لفظ کو یاد کیا سینے وسفینے میں محفوظ کیا۔اگر استاذ سے کسی حدیث کو مذاکرے کے انداز میں لیا تو اسے اسی انداز میں روایت کر دیا۔روایت حدیث میں حد درجہ احتیاط برتی۔اگر ایک حدیث کئی اساتذہ سے مختلف الفاظ میں سنی تو انھیں متعلقہ شیوخ کی طرف منسوب کر دیا۔ایک لفظ کے فرق کے ساتھ حدیث ملی تو نہایت امانتداری سے اس کو اسی طرح بیان کر دیا۔یہ تو وہ عظیم لوگ تھے جو الف، واو، فا، کے فرق کو بھی واضح کر دیا کرتے تھے۔خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"أَخبَرَنَا أَبُو نُعَيمٍ الْحَافِظُ ، ثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَطَاءِ الْقُبَابِ، ثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدٍ الْعَسْكَرِيُّ، ثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ زَنْجَلَةَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ وَكِيْعًا، يَقُولُ: سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ، يَقُولُ: كَانَ هَذَا الْعِلْمُ عِندَ أَقْوَامٍ كَانَ أَحَدُهُمْ لَأَنْ يَخِرَّ مِنَ السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَزِيدَ فِيهِ وَاوًا أَوْ أَلِفًا أَوْ دَالًا......إلخ" (الكفاية في علم الرواية 177/1وسنده حسن)

وکیع بن جراح رحمہ اللہ نے کہا: میں نے سلیمان الاعمش کو فرماتے سنا: یہ علم ایسے (جلیل القدر) لوگوں کے پاس تھا کہ ان میں سے کوئی آسمان سے گرنا تو گوارہ کر لیتا لیکن اس میں ایک حرف واو، الف یا دال کے اضافے کو بھی برداشت نہیں کرتا تھا۔

اس طرح کی کئی مثالیں کتب ستہ میں بھی موجود ہیں۔امام ابوداود رحمہ اللہ کی سنن کے حوالے سے مثالیں ہم ''روایت میں حدیث امام ابوداود رحمہ اللہ کی احتیاط وامانتداری'' کے عنوان سے بیان کر چکے ہیں۔ (دعوت اہل حدیث شمارہ نمبر 154 صفحہ 39)

یہاں امام مسلم رحمہ اللہ کی روایت حدیث میں کمال احتیاط اور عظیم امانتداری کے لیے

ان کی کتاب صحیح مسلم سے چند مثالیں پیش خدمت ہیں:

امام مسلم رحمہ اللہ کے کمال احتیاط، عظیم امانتداری کی گواہیاں جگہ جگہ علامہ نووی رحمہ اللہ نے دے رکھی ہیں، جیسا کہ آپ نے کہا: "وَهَذَا مِنْ فَضَائِلِ مُسْلِمٍ وَدَقِيقِ نَظَرِهِ وَحُسْنِ خِبْرَتِهِ وَعَظِيمِ إِتْقَانِهِ" (شرح مسلم للنووي 423/6)

اور یہ (امام) مسلم رحمہ اللہ کی خوبی، گہری نظر، اچھی اطلاع، عظیم مہارت کی دلیل ہے۔

اب چند ایسی مثالیں ذکر کی جاتی ہیں جو روایت حدیث میں امام مسلم رحمہ اللہ کی احتیاط و امانتداری کو واضح کرتی ہیں۔

☆ اساتذہ کی طرف سے وارد کمی بیشی کی وضاحت: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَمْرٌو النَّاقِدُ، قَالَا: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي حُمَيْدٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: فِي مَرَضِهِ الَّذِي لَمْ يَقُمْ مِنْهُ: «**لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى، اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ**» قَالَتْ: فَلَوْلَا ذَاكَ أُبْرِزَ قَبْرُهُ، غَيْرَ أَنَّهُ خُشِيَ أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ: وَلَوْلَا ذَاكَ لَمْ يَذْكُرْ: قَالَتْ . (صحيح مسلم:529)

امام مسلم رحمہ اللہ کے دو استاد ابوبکر ابی شیبہ اور عمرو الناقد ہیں۔ عمرو الناقد نے اپنی روایت میں "قَالَتْ" کے ساتھ "فَلَوْلَا ذَاكَ" میں لفظ: فاء کا بھی ذکر کیا، جبکہ ابوبکر بن ابی شیبہ نے "قَالَتْ" ذکر نہیں کیا اور "لو لا ذاك" میں فاء کے بجائے واؤ استعمال کیا ہے۔

امام موصوف رحمہ اللہ نے "ف" اور "و" کے فرق کو بھی واضح کر دیا ہے۔

☆ طویل روایت میں اساتذہ کے الفاظ میں کمی بیشی اور الفاظ کی تقدیم و تاخیر کی طرف مختصر اشارہ:

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ۔ وَاتَّفَقَا فِي سِيَاقِ الْحَدِيْثِ إِلَّا مَا يَزِيْدُ أَحَدُهُمَا مِنَ الْحَرْفِ بَعْدَ الْحَرْفِ . (رقم الحديث:480)

امام مسلم رحمہ اللہ کے دو استاد ہیں: ابوبکر بن ابی شیبہ اور محمد بن عبد اللہ بن نمیر، دونوں

ایک ہی متن بیان کرتے ہیں لیکن دونوں ایک دوسرے کے الفاظ سے اضافہ بیان کرتے ہیں۔

☆ سند میں موجود راوی کے نام کے اعتبار سے اساتذہ کی طرف سے کیے ہوئے فرق کو واضح کرنا:

أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِى شَيْبَةَ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، كِلَاهُمَا عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ :حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ خَالِدٍ، قَالَ :حَدَّثَنِى الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ...... (صحیح مسلم: 26)

اس سند کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَمَّا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ فَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ وَهَذَا مِن احْتِيَاطِ مُسْلِمٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ فَإِن أَحد الرَّاوِيِّينَ قَالَ ابْنُ عُلَيَّةَ وَالْآخرَ قَالَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ فَبَيَّنَهُمَا وَلَمْ يَقْتَصرْ عَلَى أَحَدِهِمَا .

رہے اسماعیل بن ابراہیم تو وہ ابن علیہ ہی ہیں اور یہ امام مسلم رحمہ اللہ کے طرف سے احتیاط ہے، کیونکہ دوراویوں میں سے ایک نے ابن علیہ کہہ کر دوسرے نے اسماعیل بن ابراہیم کہہ کر روایت کی تو آپ نے دونوں کی وضاحت کردی اور کسی ایک پر اکتفا نہیں کیا۔

اسی طرح امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ عُمَرَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، جَمِيْعًا عَنِ الثَّقَفِيِّ۔ قَالَ ابْنُ أَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ .

(صحیح مسلم: 43)

سند میں ثقفی عبدالوھاب الثقفی ہی ہیں لیکن امام رحمہ اللہ کے اساتذہ نے روایت کرتے وقت جوفرق کیا اس کا امام مسلم نے امانتداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے لحاظ رکھا۔

تین استادوں میں سے دو اسحاق بن ابراہیم اور محمد بن بشار (بندار) نے "عَنِ الثَّقَفِيْ" کہا اور ایک استاد ابن ابی عمر نے "حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ" کہا، چنانچہ اس فرق کو بھی خوب ملحوظ رکھا۔

ایک دوسری مثال:

حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَ أَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ۔ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ وَ قَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ . (رقم الحديث: 24/17)

مذکورہ سند میں امام مسلم رحمہ اللہ کے تین استاد ہیں اور متن کے الفاظ تینوں کے مختلف، البتہ متقارب ہیں۔ سند کو بیان کرتے وقت ابوبکر بن ابی شیبہ نے "حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ" اور غندر، محمد بن جعفر کا لقب ہے، جبکہ محمد بن المثنیٰ اور محمد بن بشار (بندار) نے ان کا نام لے کر "حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ" کہا تھا۔

اس عظیم احتیاط وامانتداری کا ذکر کرتے ہوئے اس مقام پر علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "هَذَا مِنِ احْتِيَاطِ مُسْلِمٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ فَإِنَّ غُنْدَرًا هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَلَكِنْ أَبُو بَكْرٍ ذَكَرَهُ بِلَقَبِهِ وَالْآخَرَانِ بِاسْمِهِ وَنَسَبِهِ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ عَنْهُ عَنْ شُعْبَةَ وقال الْآخَرَانِ عَنْهُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ فَحَصَلَتْ مُخَالَفَةٌ بينهما وَبَيْنَهُ مِنْ وَجْهَيْنِ فَلِهَذَا نَبَّهَ عَلَيْهِ مُسْلِمٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَى ."

(شرح مسلم للنووي 39/2)

یہ امام مسلم رحمہ اللہ کی طرف سے احتیاط کا پہلو ہے کہ انھوں نے محمد بن جعفر غندر کے حوالے سے اساتذہ کی طرف سے کیے ہوئے فرق کو سامنے رکھ کر روایت کو اس فرق کے ساتھ بیان کرکے متنبہ کر دیا۔

☆ اساتذہ نے سند میں موجود راوی کا نام بغیر نسبت کے لیا، امام مسلم رحمہ اللہ نے اس کو اسی انداز سے بیان کیا، لیکن بطریقہ احسن ایسی وضاحت کی کہ استاد سے سنے ہوئے الفاظ من عن محفوظ رہے، مثلاً

وَ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا مَرْوَانُ يَعْنِيَانِ الْفَزَارِيَّ . (صحيح مسلم:139)

یہاں امام صاحب رحمہ اللہ کے دو استاد ہیں سوید بن سعید اور ابن ابی عمر، پھر دونوں کے استاد مروان الفزاری ہیں۔ چونکہ شیوخ نے صرف مروان ہی کہا تھا احتیاط کو مدنظر رکھتے ہوئے امام مسلم رحمہ اللہ نے اسی پر اکتفاء کیا، بعدازاں یعنی (ان دونوں کی مراد) کہہ کر الفزاری کی وضاحت کردی۔

حَدَّثَنِيْ عَمْرٌو النَّاقِدُ وَ حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ۔ وَ هُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ. (صحیح مسلم 40/24)

یہاں بھی عمرو الناقد اور حسن بن علی الحلوانی نے یعقوب سے روایت کی اور ان دونوں نے امام مسلم رحمہ اللہ کو بیان کرتے وقت یعقوب ہی کہا۔امام صاحب نے احتیاطی پہلو اختیار کیا اور شیوخ والے ہی الفاظ بیان کیے لیکن بطور وضاحت اپنے الفاظ میں بتا دیا کہ یہ یعقوب ابراہیم بن سعد کے بیٹے ہیں۔

☆ صیغ الاداء میں اساتذہ نے اگر فرق کیا کسی نے حدثنا، کسی نے حدثني کسی نے سمعت اور کسی نے عن کا لفظ استعمال کیا، امام صاحب اس کی بھی وضاحت کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ، ح وَحَدَّثَنِی هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِیُّ، وَأَبُو الطَّاهِرِ، قَالُوا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ......

(صحیح مسلم: 19/236)

سند میں امام مسلم رحمہ اللہ کے تین استاد ہیں: ہارون بن معروف سے جب امام صاحب نے روایت لی تو ان کے ساتھ دیگر ہم مکتب بھی تھے، لہٰذا آپ نے "حَدَّثَنَا" کہا اور دوسرے استاد ہارون بن سعید الایلی سے جب روایت لی تو اس وقت آپ اکیلے تھے یہی وجہ ہے کہ انھوں "حَدَّثَنِيْ" کہا، ایک لفظ کے ذریعے سے دونوں شیوخ کو جمع نہیں کیا بلکہ الگ الگ ذکر کیا۔

یہ بھی احتیاط وامانتداری کی عظیم مثال ہے، چنانچہ علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"هَذَا مِنَ احْتِيَاطِ مُسْلِمٍ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى وَوُفُورِ عِلْمِهِ وَوَرَعِهِ...... وَقَدْ

أَكْثَرَ مِنَ التَّحَرِّى فِى مِثْلِ هَذَا وَقَدْ قَدَّمْتُ لَهُ نَظَائِرَ وَسَيأْتِى إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى التَّنْبِيهُ عَلَى نَظَائِرِهِ كثيرة وَاللّٰهُ أَعْلَمُ . " (شرح مسلم: 558/3)

یہ امام مسلم رحمہ اللہ کے وافر علم اور تقویٰ کی دلیل ہے کہ انھوں نے اس طرح کی مثالوں میں بہت زیادہ احتیاط سے کام لیا ہے۔کئی مثالیں گزری بھی ہیں اور ان شاء اللہ ایسی کافی چیزوں پر مزید تنبیہ آئے گی۔واللہ اعلم

اسی طرح کی ایک اور مثال:

حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ وَ يَعْقُوْبُ الدَّوْرَقِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ سَيَّارٍ...... قَالَ يَعْقُوْبُ فِيْ رِوَايَتِهِ: قَالَ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ . (صحیح مسلم: 99/56)

آپ کے دو استاد ہیں سریج بن یونس اور یعقوب الدورقی ، پھران دونوں کے استاد ہشیم ہیں اور وہ سیار سے روایت کرتے ہیں اب امام مسلم کو ایک استاد سریج نے جب یہ روایت ہشیم سے بیان کی تو ھشیم عن سیار کہا اور دوسرے استاد یعقوب الدورقی نے اسی ہشیم سے روایت کی تو حدثنا سیار کہا۔

بظاہر یہ چھوٹا سا فرق ہے، جبکہ حقیقت میں نمایاں اور اہم فرق ہے کیونکہ ہشیم مدلس راوی ہیں، امام مسلم رحمہ اللہ کی اس کوشش سے سماع کی صراحت بھی ہوگئی جو کہ ایک مطلوبہ چیز ہے (اگر چہ صحیحین میں مدلس راویوں کی معنعن روایات اتصال پر ہی محمول ہوتی ہیں) اور احتیاط کی بھی عظیم مثال قائم کردی۔

امام مسلم رحمہ اللہ کی اس کاوش کو علامہ نووی رحمہ اللہ بھی سراہتے ہیں، چنانچہ اپنی مایہ ناز شرح میں اس مقام پر فرماتے ہیں:

"وَالْمُدَلِّسُ إِذَا قَالَ عَنْ لَا يُحْتَجُّ بِهِ إِلَّا إِنْ ثَبَتَ سَمَاعُهُ مِنْ جِهَةٍ أُخْرَى فَرَوَى مُسْلِمٌ رَحِمَهُ اللَّهُ حَدِيثَهُ هَذَا عَنْ شَيْخَيْنِ وَهُمَا سُرَيْجٌ وَيَعْقُوبُ فَأَمَّا سُرَيْجٌ فَقَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ سَيَّارٍ وَأَمَّا يَعْقُوبُ فَقَالَ حَدَّثَنا هُشَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ فَبَيَّنَ مُسْلِمٌ رَحِمَهُ اللّٰه اخْتِلَاف عِبَارَة الرِّوَايَتَيْنِ فِيْ

نَقْلِهِمَا عِبَارَتهُ وَ حَصَلَ مِنْهَا اتِّصَال حَدِيْثِه لَمْ يَقْتَصِرْ مُسْلِمُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَى إِحْدَى الرِّوَايَتَيْنِ وَهَذَا مِنْ عَظِيمِ إِتْقَانِهِ وَدَقِيقِ نَظَرِهِ وَحُسْنِ احْتِيَاطِهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ . " (شرح مسلم 119/2)

مدلس جب عن کہے تو اس سے دلیل نہیں لی جائے گی، الَّا یہ کہ کسی دوسری روایت میں سماع کی صراحت ہو جائے، پس مسلم رحمہ اللہ نے یہ روایت دو استادوں: سریج اور یعقوب سے نقل کی ہے۔ سریج نے اپنی روایت میں "هُشَيْم عَنْ سَيَّار" کہا اور یعقوب نے "هُشَيْم حَدَّثَنَا سَيَّار" کہا۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے دونوں عبارتوں کے نقل میں جو اختلاف تھا اسے واضح کر دیا جس سے حدیث میں اتصال بھی حاصل ہو گیا، امام مسلم رحمہ اللہ نے کسی ایک روایت (الفاظ) پر اکتفا نہیں کیا، یہ ان کی عظیم مہارت، دقیق نظری اور بہترین احتیاط ہے، اللہ ان سے راضی ہو۔

اسی طرح کی ایک اور مثال:

حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى وَ عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْعَامِرِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ، قَالَ الْمُرَادِيُّ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْن وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ وَ قَالَ الآخَرَانِ أَخبَرَنَا بْنُ وَهْبٍ . (رقم الحديث:126/72)

امام مسلم رحمہ اللہ کے تین استاد ہیں: حرملہ، عمرو بن سواد اور محمد بن سلمہ المرادی، ان تینوں کے استاد عبداللہ بن وہب ہی ہیں، ان میں محمد بن سلمہ المرادی نے حدثنا عبدالله بن وهب کہہ کر پورا نام لیا، باقی دونوں نے أخبرنا ابن وهب کہہ دیا۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے اس (حدثنا اور اخبرنا، ابن وهب اور عبد الله بن وهب) فرق کو بھی بیان کر دیا۔

اسی طرح فرمایا: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، جَمِيعًا عَنْ وَكِيعٍ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: رُبَّمَا قَالَ وَكِيعٌ: عَنِ ابْنِ

عَبَّاسٍ ، أَنَّ مُعَاذًا ، قَالَ...... (صحيح مسلم: 19)

اس مقام پر علامہ نووی رحمہ اللہ کے زریں الفاظ درج ذیل ہیں: ''هَذَا الَّذِى فَعَلَهُ مُسْلِمٌ رَحِمَهُ اللَّهُ نِهَايَةُ التَّحْقِيقِ وَالِاحْتِيَاطِ وَالتَّدْقِيقِ فَإِنَّ الرِّوَايَةَ الْأُولَى قَالَ فِيهَا عَنْ مُعَاذٍ وَالثَّانِيَة أَنَّ مُعَاذًا وَ بَيْنَ أَنَّ وَ عَن فَرْقٌ...... فَاحْتَاطَ مُسْلِمٌ رَحِمَهُ اللَّهُ وَبَيَّنَ اللَّفْظَيْنِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ . ''

(شرح مسلم للنووي 47/2)

امام مسلم رحمہ اللہ کا یہ عمل تحقیق، احتیاط اور باریک بینی کی انتہا ہے۔ پہلی روایت میں استاذ نے ''عن'' معاذ کہا اور دوسری روایت میں ''ان'' کہا ''ان '' اور ''عن'' میں فرق ہے امام صاحب نے احتیاط کے پیش نظر دونوں الفاظ واضح کر دیے۔

☆ ایک استاد نے متن کو بیان کرتے وقت لفظ ''او'' اور دوسرے نے بغیر الف کے ''و'' کا استعمال کیا۔ امام مسلم رحمہ اللہ اس باریک فرق کو بھی واضح کرتے ہیں، چنانچہ فرمایا:

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ ح وَ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَوَكِيْعٌ ح وَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ ...... لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ أَوْ شَقَّ الْجُيُوْبَ أَوْ دَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ . هَذَا حَدِيْثُ يَحْيَى وَ أَمَّا ابْنُ نُمَيْرٍ وَ أَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَا وَ شَقَّ وَ دَعَا بِغَيْرِ أَلِفٍ . (رقم الحديث: 296)

امام مسلم رحمہ اللہ کے ایک استاد یحییٰ بن یحییٰ متن کو بیان کرتے وقت ''اوشق الجیوب او دعا بد عوی الجاهلية'' کہتے ہیں اور دوسرے استاد محمد بن عبداللہ بن نمیر بغیر الف کے ''وشق الجيوب و دعابد عوى الجاهلية'' کہتے ہیں۔

☆ اگر کوئی حدیث استاد سے عموم سے ہٹ کر لی ہے تو پیش بھی اسی انداز سے کرتے ہیں۔

''قَالَ مُسْلِمٌ: قَرَأْتُ عَلَى عِيْسَى بْنِ حَمَّادٍ زُغْبَةَ الْمِصْرِيِّ هَذَا الْحَدِيْثَ فِى الشَّفَاعَةِ وَ قُلْتُ لَهُ أُحَدِّثُ بِهَذَا الْحَدِيْثِ عَنْكَ أَنَّكَ سَمِعْتَ مِنَ اللَّيْثِ بْنِ

سَعْدٍ فَقَالَ نَعَمْ. قُلْتُ لِعِيسَى بْنِ حَمَّادٍ أَخبَرَكُمُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ...... وَ لَيْسَ فِيْ حَدِيْثِ اللَّيْثِ فَيَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِيْنَ. وَ مَا بَعْدَهُ فَأَقَرَّ بِهِ عِيْسَى بْنُ حَمَّادٍ. (صحيح مسلم:302/183)

امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح کی اکثر احادیث سماع من لفظ الشیخ (استاد پڑھ رہا ہو شاگرد اکیلا ہو یا دیگر ہم مکتب بھی سن رہے ہوں) والے طریقے سے ہی حاصل کی ہیں لیکن یہ روایت امام مسلم نے قرأت علی الشیخ (شاگرد استاد پر پڑھے اور استاد سنتا رہے) والے طریقے سے لی ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ نے فرمایا: میں نے اپنے استاد عیسیٰ بن حماد زغبۃ المصری پر یہ شفاعت والی روایت پڑھی......

اسی طرح ایک اور مثال:

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، ح، وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي رَزِينٍ، وَأَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، فِي حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ ﷺ وَفِي حَدِيثِ وَكِيعٍ، قَالَ: يَرْفَعُهُ بِمِثْلِهِ. (صحيح مسلم:278)

سند میں امام مسلم رحمہ اللہ کے دو استاد ہیں ایک ابو کریب جن کے مزید دو استاد: وکیع بن جراح اور ابو معاویہ ہیں۔ امام مسلم رحمہ اللہ کے دوسرے استاد ابو سعید الاشج ہیں اور ان کے ایک استاد وکیع ہیں، استاد نے جب ابو معاویہ سے روایت کی تو "عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ" کے الفاظ بیان کیے۔

جب وکیع بن الجراح سے کی تو "عن أبي هريرة يرفعه" کہا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اسے مرفوع، یعنی نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔

دونوں کا مطلب ایک ہی ہے لیکن امام مسلم رحمہ اللہ نے چونکہ استادوں سے اس فرق سے روایت سنی تھی، لہٰذا اسی انداز سے بیان کیا۔ اس پر علامہ نووی رحمہ اللہ یوں داد تحسین دیتے ہیں:

"وَهَذَا الَّذِی فَعَلَهُ مُسْلِمٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَی مِنَ احْتِيَاطِهِ وَدَقِيقِ نَظَرِهِ وَغَزِيرِ عِلْمِهِ وَثُبُوتِ فَهْمِهِ فَإِنَّ أَبَا مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعًا اخْتَلَفَتْ رِوَايَتُهُمَا فَقَالَ أَحَدُهُمَا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ الآخَرُ عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ يَرْفَعُهُ ." (شرح مسلم للنووي 76/3)

امام مسلم نے کمال احتیاط، گہری نظر اور سعت علمی، پختہ فہم کی بنا پر ایسا کیا ہے۔ ابو معاویہ اور وکیع کی روایتیں مختلف تھیں ایک نے کہا: "قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ" اور دوسرے نے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَرْفَعُهُ" کہا۔

☆ بعض اوقات سند میں واضح طور پر وہم ہوتا ہے، چونکہ استاد نے اسی طرح بیان کی ہوتی ہے تو امام مسلم رحمہ اللہ بھی استاد سے سنے ہوئے الفاظ ہی بیان کرتے ہیں، بعد ازاں درست بات کی طرف رہنمائی فرما دیتے ہیں۔

وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخبَرَنِی أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَيْمَنَ، مَوْلَى عُرْوَةَ، يَسْأَلُ ابْنَ عُمَرَ، وَأَبُو الزُّبَيْرِ يَسْمَعُ، بِمِثْلِ حَدِيثِ حَجَّاجٍ وَفِيهِ بَعْضُ الزِّيَادَةِ، قَالَ مُسْلِمٌ:أَخْطَأَ حَيْثُ قَالَ عُرْوَةَ:إِنَّمَا هُوَ مَوْلَى عَزَّةَ.

(صحيح مسلم : 1471)

امام مسلم رحمہ اللہ نے کمال احتیاط سے استاد سے سنی ہوئی روایت کو اسی طرح سے بیان کر دیا جس طرح استاد سے سنا تھا لیکن سند میں غلطی تھی، لہٰذا حدیث مکمل کرنے کے بعد فرمایا ان سے غلطی ہوئی ہے، عبدالرحمٰن بن ایمن مولیٰ عروہ نہیں بلکہ مولیٰ عزہ ہیں۔

مذکورہ چند مثالوں سے امام مسلم رحمہ اللہ کی حدیثِ رسول ﷺ کی روایت میں عظیم امانتداری، کمال احتیاط کا واضح ثبوت ہے کہ کس طرح انھوں نے اپنے اساتذہ کے الفاظ کو یاد کیا، پھر ہر ہر فرق کو سامنے رکھ کر انتہائی امانتداری کے ساتھ ہم تک پہنچا دیا۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو۔ آمین

پروفیسر محمد حسن کنبھر

فتنہ انکار حدیث اور عزیز اللہ بوہیو (قسط:5)

ہر دور میں شریعت کے احکامات وقتاً فوقتاً بدلتے رہے۔ دینِ میں بھی یہ سلسلہ چلتا رہا۔قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں ایسے کئی واقعات مذکور ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

۱) ﴿وَلَا تَنۡكِحُوۡا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدۡ سَلَفَ﴾

''اوران عورتوں سے نکاح مت کرو، جن سے تمہارے باپ نکاح کر چکے ہوں مگر جو پہلے گزر چکا ہے۔'' (النسآء:22)

۲) نیز ارشاد ہے: ﴿وَاَنۡ تَجۡمَعُوۡا بَيۡنَ الۡاُخۡتَيۡنِ اِلَّا مَا قَدۡ سَلَفَ﴾

''اور یہ کہ تم دو بہنوں کو جمع کرو (یہ بھی حرام ہے) مگر جو پہلے گزر چکا۔'' (النسآء: 23)

۳) اسلام کے شروع والے زمانے میں ایک روزے دار مسلمان افطاری کے وقت افطار کرنے سے پہلے سو جاتا تو پھر وہ نہ کھانا تناول کر سکتا تھا اور نہ بیوی سے ہمبستری اس کے لیے حلال تھی، بعد ازاں ان دونوں حکموں میں نرمی کی گئی۔ (البقرة:187)

(ملاحظہ ہو:صحیح البخاري: 1915، سنن الترمذي:2968، سنن أبي داود:2314، سنن النسائي:2170)

٤) رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

قَدِمَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ، وَهُمْ يَأْبُرُونَ النَّخْلَ، يَقُولُونَ يُلَقِّحُونَ النَّخْلَ، فَقَالَ: «مَا تَصْنَعُونَ؟» قَالُوا: كُنَّا نَصْنَعُهُ، قَالَ: «لَعَلَّكُمْ لَوْ لَمْ تَفْعَلُوا كَانَ خَيْرًا» فَتَرَكُوهُ، فَنَفَضَتْ أَوْ فَنَقَصَتْ، قَالَ فَذَكَرُوا ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ: «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ دِينِكُمْ فَخُذُوا بِهِ، وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ رَأْيِي، فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ»

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو (وہاں کے) لوگ کھجور (کے درخت) میں قلم

لگاتے تھے وہ کہا کرتے تھے کہ وہ گابھہ لگاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تم کیا کرتے ہو؟'' انھوں نے کہا: ہم ایسا کرتے چلے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اگر تم یہ کام نہ کرو تو شاید بہتر ہوگا۔'' پھر انھوں نے (گابھہ لگانا) چھوڑ دیا۔ چنانچہ (کھجور کی پیداوار) کم ہوگئی۔ (راوی نے) کہا: پھر اس بات کا تذکرہ نبی کریم ﷺ سے کیا گیا، تب آپ نے فرمایا: ''میں بھی بشر یعنی انسان ہوں۔ جب میں تمھیں دین کی کوئی بات بتلاؤں تو تم اسے مضبوطی سے تھام لو اور جب میں کوئی چیز اپنی (ذاتی) رائے سے کہوں تو آخر میں بشر ہی ہوں۔'' (صحيح مسلم: 2362، رقم المسلسل: 6167)

٥) بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ، فَزُورُوهَا، وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلَاثٍ، فَأَمْسِكُوا مَا بَدَا لَكُمْ، وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ النَّبِيذِ إِلَّا فِيْ سِقَاءٍ، فَاشْرَبُوا فِي الْأَسْقِيَةِ كُلِّهَا، وَلَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا))

''میں نے تمھیں قبروں کی زیارت کرنے سے منع کیا تھا، پس (اب عبرت اور میت کے لیے دعائے مغفرت کرتے) زیارت کے لیے جاؤ اور میں نے تمھیں منع کیا تھا کہ قربانی کے گوشت کو تین دن سے زیادہ ذخیرہ نہ کرو اب جب تک چاہو کر سکتے ہو اور میں تمھیں مشکیزے کے علاوہ نبیذ بنانے سے روکتا تھا اب پینے کے جس برتن میں چاہو بنا سکتے ہو مگر نشہ آور چیز نہ ہو۔'' (صحيح مسلم: 977، رقم المسلسل: 2260)

٦) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"كُنَّا نُسَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ وَنَأْمُرُ بِحَاجَتِنَا، فَقَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ، فَأَخَذَنِي مَا قَدُمَ وَمَا حَدُثَ، فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ قَالَ: **((إِنَّ اللَّهَ يُحْدِثُ مِنْ أَمْرِهِ مَا يَشَاءُ، وَإِنَّ اللَّهَ جَلَّ وَعَزَّ قَدْ أَحْدَثَ مِنْ أَمْرِهِ أَنْ لَا تَكَلَّمُوا فِي الصَّلَاةِ))** فَرَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ"

ہم نماز میں سلام کہا کرتے تھے اور اپنی ضرورت کی بات بھی لوگوں سے کر لیتے تھے، پھر میں

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے آپ کو سلام کیا، لیکن آپ نے مجھے سلام کا جواب نہیں دیا۔ اس سے مجھے بہت غم لاحق ہوا اور اگلے پچھلے اندیشوں نے آلیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے نماز مکمل کر لی تو فرمایا: ''اللہ عزوجل اپنے احکام میں جو چاہتا ہے تبدیلی کرتا ہے۔ اس نے اب یہ حکم دیا ہے کہ نماز کے دوران میں بات چیت نہ کیا کرو، پھر آپ نے میرے سلام کا جواب دیا۔''

(سنن أبي داود:924، سنن النسائي:1222 و سنده حسن)

۷) سیدنا بسرہ بن معبد الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنِّي قَدْ كُنْتُ أَذِنْتُ لَكُمْ فِي الِاسْتِمْتَاعِ مِنَ النِّسَاءِ، وَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ ذٰلِكَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ))

''اے لوگو! میں نے تمھیں عورتوں سے متعہ کرنے کی اجازت دی تھی، بلاشبہ اب اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت تک حرام قرار دیا ہے۔'' (صحيح مسلم:1406، رقم المسلسل: 3422)

۸) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

''نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَكْلِ الْحِمَارِ الْأَهْلِيِّ يَوْمَ خَيْبَرَ، وَكَانَ النَّاسُ احْتَاجُوا إِلَيْهَا''

''رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن پالتوں (گھریلو) گدھے کا گوشت کھانے سے منع کر دیا، حالانکہ لوگوں کو (سخت بھوک کی وجہ سے) حاجت تھی۔'' (صحيح مسلم:561، رقم المسلسل: 5009)

بیان کردہ دلائل سے معلوم ہوا کہ دین کے سارے احکام آسمان سے وحی کی صورت میں نازل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے نازل کردہ احکامات میں کہیں کوئی تبدیلی کرنی چاہی تو وحی کے ذریعے سے کر دی۔ وحی نازل ہونے والے مبارک زمانے میں کسی حکم کی تبدیلی یا منسوخی پر نہ صاحبِ وحی محمد ﷺ نے اعتراض کیا اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظیم جماعت نے اس تبدیلی کو ماننے سے انکار کیا۔ ایسے احکامات میں حدیث مبارکہ کو لکھنے کی ممانعت بھی شامل تھی۔ اسلام کے ابتدائی دور میں قرآن مجید اور حدیث کو ایک ہی جگہ (اکٹھے) لکھنے کی

ممانعت تھی، بعدازاں اس کی بھی اجازت مل گئی جس کے بعض ثبوت حاضر ہیں:

۱) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

جب اللہ (تعالیٰ) نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مکہ فتح کرا دیا تو آپ لوگوں کے سامنے کھڑے ہوئے، پھر اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا:

((......فَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا، وَلَا يُخْتَلَى شَوْكُهَا، وَلَا تَحِلُّ سَاقِطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ، وَمَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ، إِمَّا أَنْ يُفْدَى وَإِمَّا أَنْ يُقِيدَ))، فَقَالَ العَبَّاسُ: إِلَّا الإِذْخِرَ، فَإِنَّا نَجعَلُهُ لِقُبُورِنَا وَبُيُوتِنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: ((إِلَّا الإِذْخِرَ)) فَقَامَ أَبُو شَاهٍ - رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ اليَمَنِ - فَقَال: اكْتُبُوا لِي يَارَسُولَ اللَّهِ!، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: ((اكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ))

''اس کے شکار کو نہ چھیڑا جائے اور نہ اس کے کانٹے کاٹے جائیں اور یہاں کی گری ہوئی چیز صرف اس کے لیے حلال ہوگی جو اس کا اعلان کرے اور جس کا کوئی آدمی قتل کیا گیا ہو اس کو دو باتوں کا اختیار ہے یا (قاتل سے) فدیہ لے لے یا جان کے بدلے میں جان لے۔''
عباس (رضی اللہ عنہ) نے کہا: مگر اذخر (گھاس کاٹنے کی اجازت عنایت فرما دیں) کیونکہ ہم اس (گھاس) کو اپنی قبروں اور گھروں میں استعمال کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مگر اذخر (گھاس کاٹنے کی اجازت ہے)'' پھر یمن والوں میں سے ایک شخص ابوشاہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ باتیں میرے لیے لکھوا دیجئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابوشاہ کے لیے لکھ دو۔'' (صحيح البخاري:2434، صحيح مسلم:3305، سنن الترمذي: 2667، سنن أبي داود:2017، مسند أحمد: 7201)

۲) ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے ہرقل بادشاہ کے نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خط بھیجنے والے واقعہ میں یہ بات منقول ہے:"......ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم الَّذِى بَعَثَ بِهِ دِحْيَةُ إِلَى عَظِيمِ بُصْرَى، فَدَفَعَهُ إِلَى هِرَقْلَ، فَقَرَأَهُ فَإِذَا فِيهِ "بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللهِ وَرَسُولِهِ إِلَى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ: سَلَامٌ عَلَى

مَنِ اتَّبَعَ الهُدَى ، أَمَّا بَعْدُ ، فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِدِعَايَةِ الإِسْلَامِ ، أَسْلِمْ تَسْلَمْ ، يُؤْتِكَ اللَّهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ ، فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الأَرِيسِيِّينَ"

پھر انھوں نے رسول اللہ ﷺ کا وہ خط منگوایا جو آپ نے دحیۃ الکلبی (رضی اللہ عنہ) کے ذریعے سے حاکم بصریٰ کے پاس بھیجا تھا، پھر اس کو پڑھا تو اس میں (لکھا تھا کہ):

اللہ کے نام کے ساتھ جو نہایت مہربان (اور) بہت رحم کرنے والا ہے۔ اللہ کے بندے اور اس کے رسول، محمد (ﷺ) کی طرف سے یہ خط ہے شاہ روم کے لیے۔ سلام اس شخص پر ہو جو ہدایت کی پیروی کرے۔ اس کے بعد میں آپ کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کرتا ہوں۔ اگر آپ اسلام لے آئیں گے تو (دین و دنیا میں) سلامتی نصیب ہوگی۔ اللہ آپ کو دوہرا اجر دے گا اور اگر آپ (میری اس دعوت سے) روگردانی کریں گے تو آپ کی رعایا کا گناہ بھی آپ پر ہی ہوگا۔ (صحيح البخاري:7، صحيح مسلم:4607)

وضاحت: عزیز اللہ بوہیو نے بھی آپ ﷺ کے خطوط کا ذکر کیا ہے، چنانچہ اس حوالے سے ایک مقام پر لکھتے ہیں:

''کائنات کے اتنے بڑے انقلابی رسول، جس نے سب سے پہلے اپنی زندگی میں حجاز کے فیوڈل سماج کو ختم کر کے جاگیرداری سرداری ختم کرائی اور دنیا میں سے دو بڑی بادشاہتوں کو گرانے کا سنگ بنیاد رکھا اور ان بادشاہوں کو خطوط لکھے۔'' (قرآن مہجور، ص 201)

۳) امام وہب بن منبہ رحمہ اللہ اپنے بھائی سے روایت کرتے ہیں:

"سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ ، يَقُولُ: مَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَحَدٌ أَكْثَرَ حَدِيثًا عَنْهُ مِنِّي ، إِلَّا مَا كَانَ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ، فَإِنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ وَلَا أَكْتُبُ"

میں نے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ (رضی اللہ عنہم) میں عبداللہ بن عمرو (رضی اللہ عنہما) کے علاوہ مجھ سے زیادہ احادیث بیان کرنے والا کوئی نہیں، کیوں کہ وہ لکھتے تھے اور میں لکھتا نہیں تھا۔ (صحيح البخاري:113) (جاری ہے)

ابوالاسجد محمد صدیق رضا

کمزور امیر، فرمانِ رسول ﷺ اور رجسٹرڈ فرقہ (آخری قسط)

مسعود صاحب کا مغالطہ: مسعود صاحب نے مغالطہ دیتے ہوئے لکھا:

''یہ تو صحیح ہے کہ خلیفہ کو بھی امیر یا امام کہا جاتا ہے لیکن یہ کہنا صحیح نہیں کہ جہاں کہیں بھی امیر یا امام کا لفظ آئے گا اس سے مراد خلیفہ ہی ہوگا۔ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے اس مفروضہ کا ثبوت نہیں۔ ہر خلیفہ امیر یا امام ہوتا ہے لیکن ہر امیر یا امام خلیفہ نہیں ہوتا۔''

جواب: امیر یا امام کا لفظ جب مطلق آئے بغیر کسی قید، تخصیص یا تعیین کے تو اُس سے مراد ''خلیفہ'' امیر المومنین ہوگا۔ البتہ نماز کا امام یا کسی صوبہ کا امیر، امیرِ سفر، امیر حج، امیر وفد، امیر لشکر وغیرہم الفاظ ہوں تو پھر ان تصریحات کی موجودگی میں کوئی بھی امیر سے مراد ''خلیفہ'' نہیں لیتا۔ بس جو امام یا امیر خلیفہ نہیں ہوتا وہ خلیفے کا مقرر کردہ یا اس کے کسی ماتحت کا مقرر کردہ امیر یا امام ہوگا، احادیث میں ایسے ہی امیر یا امام کا ذکر مل سکتا ہے۔ رجسٹرڈ جماعت کے افراد ایسی کوئی مثال پیش نہیں کر سکتے کہ جس میں مطلق ''امام'' یا ''امیر'' کا لفظ استعمال ہوا ہو اور اس سے ''خلیفہ'' مراد لینا محال یا صریح غلط ہو، لہٰذا مسعود صاحب کا ''ہر امیر یا امام خلیفہ نہیں ہوتا'' سے مغالطہ دینا یقیناً غلط ہے۔

◆ کمزور امیر کے دفاع میں ساتویں دلیل:

اپنی کمزور امارت کا دفاع کرتے ہوئے مسعود صاحب نے لکھا:

''انبیاء علیہم السلام اپنی قوم سے فرمایا کرتے تھے: فَاتَّقُوْا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ (الشعراء:١٠٨) اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو، اُس وقت وہ حکمران نہیں ہوتے تھے...... موسیٰ علیہ السلام نے جب اپنی قوم سے فرمایا تھا " وَاجْعَلُوْا بُیُوْتَکُمْ قِبْلَةً وَّ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ (یونس:٨٧) (اپنے گھروں کو قبلہ رخ بناؤ اور نماز قائم کرو) بتایئے کیا موسیٰ علیہ السلام اس وقت حکمران تھے؟ ان کے اس حکم کی اطاعت فرض تھی یا نہیں؟ اگر تھی تو اطاعت کے لیے

حکمران ہونے کی شرط لغو ہے‘‘

(اعتراضات اوران کے جوابات قسط نمبر 1 ص 3، آئینہ دار، ص 478)

جواب: مسعود صاحب نے اپنی کمزور امارت کو ثابت کرنے کے لیے اس مقام پر تو حد کر دی۔ معلوم نہیں کس نادان نے مسعود صاحب سے یہ کہہ دیا تھا کہ ’’ہر ہر اطاعت کے لیے حکومت شرط ہے‘‘؟ جس کی تردید کے لیے مسعود صاحب کو اتنی جدوجہد کرنا پڑی یا محض اپنے دفاع میں یہ دور کی کوڑیاں لائے۔ آخر ایک نبی علیہ السلام اور امیر کا فرق کیوں نظر نہ آیا، جبکہ خود ہی یہ لکھ چکے ہیں: ’’اللہ تعالیٰ کی اطاعت اس کے خالق اور مالک ہونے کی حیثیت سے اسی کا حق ہے۔ کسی دوسرے کو اپنی اطاعت کروانے کا کوئی حق نہیں۔ رسول کی اطاعت اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرض ہے یعنی جس کا حق ہے وہی حکم دے رہا ہے کہ میرے رسول کی اطاعت کرو لہٰذا یہاں نہ حق تلفی کا سوال پیدا ہوتا ہے اور نہ شرک فی الاطاعت کا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ مَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ (النسآء: 64)

’’اور (اے رسول!) ہم نے جو رسول بھی بھیجا وہ اسی لیے بھیجا کہ اللہ کے حکم سے اُس کی اطاعت کی جائے۔‘‘

رسول بھیجا ہی اس لیے جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُس کی اطاعت کی جائے۔ اللہ کا رسول اپنی اطاعت خود نہیں کرواتا بلکہ رسول کی اطاعت اللہ تعالیٰ کرواتا ہے۔ رسول، اللہ کا نمائندہ ہوتا ہے، لہٰذا وہ وہی کہتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے۔ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا...... جب رسول اپنی طرف سے کچھ کہتا ہی نہیں بلکہ وہ صرف وہی بات کہتا ہے جس کے کہنے کا حکم اُسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے یا وحی ہوتی ہے تو پھر اس کی اطاعت عین اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔‘‘ (تفسیر قرآن عزیز ج 2 ص 605-604)

نبی علیہ السلام کی اطاعت تو اس وجہ سے ہوتی ہے، اسی لیے موسیٰ علیہ السلام و دیگر جمیع انبیاء علیہم السلام کی بھی اطاعت فرض تھی، ان کی نبوت کی وجہ سے، جبکہ امیر کی اطاعت اس وقت ہوتی

ہے جب وہ امیر ہو۔ ہم بارہا عرض کر چکے ہیں کہ امیر، امام، حکمران ہوتا ہے، حکمران کی اطاعت حکومت کی وجہ سے ہے۔ جس طرح کوئی جھوٹا وجعلی نبی وہ آیات پیش کر کے اپنی اطاعت کروانا چاہے جو آیات اللہ کے سچے انبیاء علیہم السلام کے حق میں نازل ہوئی ہیں تو ان آیات سے اس جھوٹے نبی کی اطاعت قطعاً ثابت نہیں ہوگی بلکہ اہل ایمان اس بات کو ان کے کفر کی زیادتی ہی سمجھیں گے۔ اسی طرح آج کل کے جتنے بھی جعلی و مصنوعی امیر، خلیفہ و سلطان جو خود کو محض اپنی پارٹی کا سربراہ سمجھنے کے بجائے پوری کی پوری امت مسلمہ اور کل عالم کا امام، امیر، سلطان وخلیفہ باور کرانے پر مصر ہیں اور وہ تمام نصوصِ قرآن وحدیث جو ایک حقیقی اور واقعی اولوالامر، امام وخلیفہ کے لیے ہیں، وہ ان نصوص کو اپنے حق میں استعمال کرنے کی دھاندلی میں ملوث ہیں۔

تو جب ایسے لوگ یہ نصوص پیش کر کے اپنی بیعت واطاعت کا حکم دیتے ہیں تو یہ اُن کے دھوکا اور فریب دہی کی زیادتی ہے جو ہرگز بھی قابل توجہ والتفات نہیں، چونکہ ہمیں معلوم ہے کہ یہ نصوص ایک حقیقی اولوالامر، امام وخلیفہ سے متعلق ہیں نہ کہ ایک جعلی ''امام'' کے بارے میں۔ جس طرح اطاعتِ رسول والی آیات واحادیث سے کسی جعلی نبی کی اطاعت ثابت نہیں ہوتی بالکل اسی طرح ان دلائل سے کسی جعلی امام وخلیفہ کی اطاعت ثابت نہیں ہوتی۔

۸ کمزور امیر کے دفاع میں آٹھویں دلیل:

اپنی کمزور ''امارت'' کے دفاع میں مسعود صاحب نے ایک اور دلیل بناتے ہوئے لکھا: ''خلافت کی تحریک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی جاتی تھی اسی بنا پر خلافت کی ہر تحریک میں امیر جماعت کی اطاعت لازمی طور پر کی جائے گی ...... آپ کی تنظیم ہمارے لیے نمونہ نہیں تو پھر بتایئے کہ خلافت کی تحریک میں کسی غیر نبی کی زندگی کو نمونہ بنائیں ...... دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر تحریک خلافت کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہمارے لیے کوئی نمونہ نہیں تو کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہمارے لیے کامل نمونہ نہیں! کیا اسلام ناقص ہے کہ اس سلسلہ میں وہ ہماری رہنمائی نہیں کرتا۔ الغرض مندرجہ بالا اعتراض

ایک شیطانی وسوسہ ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہیں''

(امیر کی اطاعت ص14-13، طبع قدیم ص24، آئینہ دار، ص238)

جواب: یہ سب باتیں یقیناً اس ''مفروضہ'' پر مبنی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کوئی ''خلافت کی تحریک'' چلائی تھی۔ سب سے پہلے قرآن وسنت کے دلائل سے اس کا ثبوت اپنے ''دعویٰ'' کے مطابق دیا جائے۔ اس مفروضہ کی بنا پر اٹھائے گئے سوالات اس کے بعد کا مرحلہ ہیں۔ اگر یہ دعویٰ ہی ثابت نہ ہو تو ان سوالات کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔

دوسرے پیدا ہونے والے سوال کا جواب یہ ہے کہ آپ کے خود ساختہ مفروضوں اور فرمائشوں کی وجہ سے اسلام کی اکملیت پر کوئی حرف آتا ہے اور نہ اسلام ہی ناقص ہوتا ہے۔ اس قسم کی باتوں سے اپنا مقصد حاصل کرنا قطعاً مناسب نہیں کہ اپنے ذہن ہی کو ناقص ثابت کرنے کے درپے ہو جائیں۔ درحقیقت یہ ایک **''شیطانی وسوسہ''** ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں!

پھر یہ بات بھی غور طلب وحیرت انگیز ہے کہ مسعود صاحب نے جس مفروضہ ''تحریک خلافت'' کی بنیاد پر اپنی امارت واطاعت ثابت کرنا چاہی اس سلسلے میں کوئی عملی پیش قدمی تو ان کی جماعت میں نظر نہیں آئی، نہ ان کی زندگی میں نہ اس کے بعد پھر تحریک خلافت کیا چلاتے ''جماعت المسلمین کی دعوت'' کے سات نکات میں سے ساتواں نکتہ ''اہم مقصد صرف ایک یعنی، قیام خلافت علی منہاج النبوت جمہوریت یا اشتراکیت نہیں'' کو ہی ختم کر ڈالا! سات نکات تھے، پھر چھ رہے گئے۔ جب یہ مقصد ہی نہیں رہا تو اس بنیاد پر اپنی اطاعت کو فرض قرار دینا غلط ٹھہرا۔

پھر یہ بات بھی تو انتہائی عجیب ہے کہ جس ''مفروضے'' کی بنیاد پر ''امیر جماعت'' کی اطاعت فرض قرار دیتے رہے اس پر نہ تو دعویٰ کام کیا نہ کوئی کتابچہ شائع کیا۔ البتہ اہل اسلام کو اسلام سے خارج ثابت کرنے کے لیے ''مذاہب خمسہ'' اور اس جیسے دوسرے کتابچوں کی خوب اشاعت کی۔ دوسری طرف ڈاکٹر اسرار احمد صاحب بھی ''قیامِ خلافت'' کو اپنا مقصود بتلاتے رہے۔ اس کوشش میں ان کے دروس، بیانات، آڈیو وڈیو ریکارڈنگ، کتابچے،

کتب، مجلّات، رسائل و جرائد وغیرہم کا ایک طویل سلسلہ نظر آتا ہے۔آئے دن اشتہارات و بینرز بھی دکھائی دیتے ہیں۔ اس سے ڈاکٹر صاحب کے پارٹی کی حمایت مقصود نہیں محض بطورِ مثال ذکر کیا ہے اگر مسعود صاحب اور ان کی رجسٹرڈ جماعت کی بھی ایسی کوئی ''تحریک خلافت'' ہوتی تو اس کے لیے کوششوں کا سلسلہ معدوم و مفقود کیوں ہوتا؟ انھوں نے تو اپنا ''اہم مقصد'' لکھنا تک چھوڑ دیا۔ گویا اپنے مفروضے کے مطابق ''اسوہ'' پر عمل نہیں کیا۔

اگر ان کی یہ دلیل محض اپنی امارت و اطاعت ثابت کرنے کے لیے نہ ہوتی تو وہ عملی جدوجہد کیوں نہ کرتے؟ جبکہ اسلام کا نظام خلافت ہی ہے، جمہوری یا کوئی اور نظام نہیں۔

⑨ کمزور امارت کی نویں دلیل:

ایک اور دلیل بناتے ہوئے مسعود صاحب نے لکھا: ''اگر اعلائے کلمۃ الحق فرض ہے تو کیا اس کے لیے حتی الامکان جدوجہد فرض نہیں ہوگی، ضرور ہوگی اس کے لیے ضرور ایک منظّم **جماعت بنانی** ہوگی اور تحریک منظّم اور جماعت مضبوط اسی صورت میں ہوسکتی ہے جبکہ امیرِ جماعت کی اطاعت فرض ہو'' (امیر کی اطاعت، ص14، قدیم طبع ص25، آئینہ دار، ص239)

اعلائے کلمۃ الحق تو یقیناً فرض ہے، قرآن مجید میں اس کا حکم موجود ہے، لیکن اس فرض کی ادائیگی کے لیے ''ضرور ایک جماعت'' بنانی ہوگی یہ مسعود صاحب کا قیاس اور رائے ہے۔ کیا رجسٹرڈ جماعت والے کوئی ایسی دلیل پیش کر سکتے ہیں جس سے بانی جماعت کا یہ دعویٰ ثابت ہو جائے۔ اگر نہیں اور یقیناً کوئی واقعی دلیل پیش نہیں کر سکتے تو واضح ہے کہ محض اپنی کمزور امارت کے دفاع میں یہ دلیل بنائی گئی۔

چونکہ ہم جانتے ہیں بلکہ ہمارا ایمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکی زندگی میں بھی حق کا کلمہ بلند فرمایا، اس کے لیے بھرپور جدوجہد فرمائی، بے شمار و بے مثال قربانیاں دی ہیں، لیکن حق جماعت بنانے کا کوئی ثبوت نہیں۔ یقین نہ آئے تو اشتیاق صاحب سے پوچھ لیں۔ انھوں نے اپنے کتابچے میں لکھا: ''**مکہ میں تیرا سال گزارنے کے بعد**، جب رسول اللہ ﷺ بحکم الٰہی مدینہ منورہ ہجرت کر کے آئے اور وہ صحابہ کرام جو مکہ سے اسلام کے لیے

ہجرت کر کے گئے تھے وہ بھی مدینہ منورہ پہنچ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے جماعت کی بنیاد رکھی اور **بحکم الٰہی جماعت بنائی**'' (مختلف ادوار اور جماعت المسلمین)

معلوم ہوا کہ مسعود صاحب کا قیاس غلط ہے۔ جماعت تو مدینہ منورہ میں بنائی گئی جبکہ مدینہ میں اسلامی حکومت قائم ہو چکی تھی، لیکن مسعود صاحب جب حدود وغیرہ قائم کرنے کی بات آتی تو ''مکی زندگی'' کا حوالہ دیتے، جبکہ جماعت اپنی مکی زندگی کی مثل زندگی میں بنا ڈالی!

اشتیاق صاحب پر بھی حیرت ہے کہ اس حقیقت سے واقفیت کے باوجود بھی ''جماعت'' کو باقی رکھے ہوئے ہیں، جب حدود قائم نہیں کر سکتے، امیر کے فرائض ادا نہیں کر سکتے اور مکی زندگی کی مثال بھی دیتے ہیں تو مکی زندگی میں جماعت کب تھی؟ جو آپ مسعود صاحب کی بنائی ہوئی جماعت کا حصہ بن گئے بلکہ امیر بن گئے؟ امید تو نہیں کہ آپ اپنی بیان کردہ اس حقیقت کو تسلیم کر لیں پر اللہ تعالیٰ سے دعا ضرور ہے کہ آپ کو سمجھ عطا فرما دے۔

⓾ کمزور امارت کے دفاع میں دسویں دلیل:

رجسٹرڈ فرقہ پرست، خلیفہ پارٹی اور بعض دیگر دینی تنظیمیں بھی یہ دلیل پیش کرتی ہیں یہ اسے مسعود صاحب کے الفاظ میں ملاحظہ کیجیے، لکھتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَنْ مَاتَ وَ لَيْسَ عَلَيْهِ اِمَامُ جَمَاعَةٍ فَاِنَّ مَوْتَهٗ جَاهِلِيَّةٌ'' (رواہ الحاکم وسندہ صحیح، المستدرک ج1 ص117) جو شخص اس حالت میں مر جائے کہ اس پر امام جماعت نہ ہو تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر مسلم کو اس حالت میں مرنا چاہیے کہ وہ کسی امام کا ماتحت ہو۔ مندرجہ بالا تمام احادیث میں امام کی اطاعت کے لیے حکومت کی کوئی شرط نہیں ہے۔ لہٰذا امام جیسا بھی ہو اس کی اطاعت کرنی ہوگی۔''

(امیر کی اطاعت ص17، آئینہ دار، ص232)

جواب: ہم بارہا یہ وضاحت کر چکے ہیں کہ رجسٹرڈ فرقہ والے یہ تسلیم کرتے ہیں کہ جماعت اورامام کبھی ہوں گے اور کبھی نہیں، اسی مضمون میں پانچویں دلیل کا جواب ''ہشتم'' الجماعۃ ص 73 کا اقتباس ملاحظہ کر لیجیے۔

گویا یہ بات ہمارے اوران کے مابین متفقہ ہے کہ امام اور جماعت کبھی ہوں گے کبھی نہیں۔ (نیز دیکھئے ''دعوت تحقیق'' ص 28)

تو جس دور میں ''امام'' اور ''جماعت'' ہوں گے ہی نہیں تو کوئی بھی مسلم ان سے متعلق احکامات کا مکلّف ہی نہیں ہوگا۔ ''جاہلیت کی موت'' مرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جیسے قرآن وحدیث میں والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کا اوران کی خدمت کا حکم ہے جس کے والدین فوت ہو چکے ہیں کیا وہ ان آیات واحادیث پر عمل نہ کر سکنے کی وجہ سے گناہگار ہوگا؟

اسلام میں بیوی کو شوہر کی فرمانبرداری کا حکم دیا گیا ہے جس کا شوہر فوت ہو جائے تو کیا وہ فرمانبرداری کے حکم کی پابند ہوگی؟ اسی طرح قرآن مجید میں رسول اللہ ﷺ کے لیے ایمان والوں کو بعض ایسے آداب کا حکم دیا گیا جو عملاً ان کی زندگی میں ہی ممکن تھے۔

تو کیا آج کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ تمھیں ان آیات پر عمل نہ کرنے کا گناہ لازم آئے گا؟ نہیں اور قطعاً نہیں، خود رجسٹرڈ فرقہ والے بھی ایسا نہیں کہہ سکتے تو سمجھ لیں کہ جب حدیث کے مطابق جماعت اورامام نہیں تو ہم ان احکام کے مکلّف بھی نہیں ہیں۔ ہاں اگر ''جماعت یعنی اسلامی حکومت''، ''امام'' یعنی حکمران و ''خلیفہ'' ہو اور واقعی ہو (محض مدعی نہ ہو) پھر بھی ہم ان احادیث پر عمل نہ کریں تو گناہگار ہوں گے، اذا لیس فلیس۔

رہی ''حکومت کی شرط والی بات'' تو اس کی حقیقت بخوبی واضح کی جا چکی ہے۔

مقلدین مسعود احمد صاحب سے ایک اہم سوال:

مسعود صاحب اوران کے مقلدین بلا سوچے سمجھے جس طرح بکثرت کہتے ہیں کہ ''امیر کی اطاعت کے لیے حکومت شرط نہیں، جیسا بھی امیر ہو اس کی اطاعت کرنی ہے۔''

ہم عرض کرتے ہیں کہ مسعود صاحب نے اپنی منہاج (ص 675-600) میں **''رعایا کے حقوق (امیر کے فرائض)''** رقم فرمائے ہیں اور ہر مسئلہ کی قرآن وحدیث سے دلیل بھی نقل فرمائی جن میں سے بعض ہم اپنے سابقہ مضمون میں نقل کر آئے ہیں، ان میں سے نمبر 2 تا نمبر 10 (الحدیث شمار: 114 ص 30-25) ان میں سے کون کون سے حقوق وفرائض ادا کرنے کے لیے قرآن وحدیث میں **''حکومت کی شرط''** ہے؟؟؟

اگر شرط ہے تو دلیل کے ساتھ، شرط والے الفاظ پیش فرمادیں تاکہ ہم بھی سمجھ سکیں کہ آپ کے نزدیک ''شرط'' کس چیز کا نام ہے؟ اگر نہیں اور آپ کے مفروضہ اصول کے مطابق تو یقیناً **حکومت کی کوئی شرط** قطعاً نہیں، پھر آپ کے ''امیر کل عالم'' صاحب یہ تمام حقوق ادا کیوں نہیں کرتے؟؟؟ تعجب ہے ''حکومت شرط نہیں، حکومت شرط نہیں'' کی تکرار کر کے پہلے مسعود صاحب اور اب اشتیاق صاحب لوگوں سے اپنی اطاعت کروانے پر ہی سارا زور صرف فرماتے ہیں۔ ''امیر کے فرائض'' ادا کرنے کے لیے بھی تو آپ کی مفروضہ ''حکومت کی شرط'' نہیں اگر مسعود صاحب ادا نہ کر سکے تو اشتیاق صاحب تو ادا کریں۔ اگر نہ کر سکیں تو واضح ہو جائے گا کہ خود بھی کسی حکومت کے محکوم و مامور ہیں اور حقیقت میں ہیں بھی ،تو قرآن وحدیث میں امیر، حاکم کی اطاعت کا حکم ہے نہ کہ مامور ومحکوم کا۔

اشتیاق صاحب کا خطرناک تکفیری فتویٰ:

ان کے ہاں امیر کی اطاعت کے لیے ''حکومت شرط نہیں'' تو اب یہ دیکھئے اس کے باوجود جو ''امیر'' کی اطاعت نہ کرے اس کی کیا سزا ہے، اشتیاق صاحب کا درج ذیل فتویٰ ملاحظہ کر لیجئے، لکھتے ہے:

''بیعت توڑنا، ایک بالشت جماعت چھوڑنا، ایک بالشت امیر کی اطاعت نہ کرنا اور امیر جماعت کا کسی پر نہ ہونا سزا کے لحاظ سے ایک ہی ہیں **یعنی وہ اسلام سے خارج ہے''**

(بے حکومت امیر کی بیعت کرنا، ص 46)

واضح رہے کہ ہم نے صرف سوال پوچھا ہے محض حقوق ادا نہ کرنے کی وجہ سے ہم امیر

یا مأمور، حاکم یا محکوم کسی کو کافر نہیں سمجھتے۔

اشتیاق صاحب کا کھلا تناقض:

لگے ہاتھوں اس معاملے میں اشتیاق صاحب کا ایک کھلا تناقض ملاحظہ کر لیجیے، موصوف نے رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھتے ہوئے لکھا:

''محمد مصطفیٰ ﷺ نے امیر کی بیعت نہ کرنے والوں کو اسلام سے خارج قرار دیا''

(بے حکومت امیر کی بیعت ص46)

ہم نے اس سے پہلے بھی اس جھوٹ کی نشاندہی کی ہے۔ دیکھئے ماہنامہ ''الحدیث'' حضرو شمارہ: 73 ص 37 جون 2010ء پھر ''ضرب حق'' سرگودھا شمارہ: 31، نومبر 2012ء، نیز یہ شمارے رجسٹرڈ فرقہ تک پہنچائے لیکن یہ ٹس سے مس نہ ہوئے، ابھی تک توبہ ورجوع کا اعلان نہیں کیا، حالانکہ حدیث گھڑنے پر وعید بڑی شدید ہے۔

الغرض کہ ان کی گھڑی ہوئی حدیث اور مسعود صاحب سے لے کر اب تک رجسٹرڈ جماعت المسلمین کا متفقہ فہم بھی یہی ہے کہ بیعت نہ کرنے والا مسلم نہیں، بیعت شرطِ ایمان ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیں ماہنامہ ''الحدیث'' شمارہ: 73 و 74۔ لیکن اشتیاق صاحب نے اپنے متفقہ فہم، جماعتی موقف اور اپنی گھڑی ہوئی حدیث اور فتویٰ مذکورہ بالا کی مخالفت کرتے ہوئے اسی کتابچے میں لکھا:

''وہ مسلمین جنھوں نے بیعت اب تک نہیں کی ہے وہ بیعت کرلیں، نظام جماعت اور نظام اجتماعیت میں شامل ہو جائیں۔'' (بے حکومت امیر کی بیعت ص42)

لیجیے ان کا تو سارا معاملہ، ساری کوشش، سب کیا دھرا اور ساری محنت اکارت ہوئی، احادیث سے غلط استدلالات کیے، صحابہ رضی اللہ عنہم کی تکفیر تک کے مرتکب ہوئے، رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھا کہ بیعت نہ کرنے والا ''اسلام سے خارج'' لیکن یہاں کہہ رہے کہ ''وہ **مسلمین** جنھوں نے اب تک بیعت نہیں کی''۔

گویا بیعت نہ کرنے والے بھی ''مسلمین'' ہیں اسلام سے خارج نہیں، پھر جناب

نے ایسے ''مسلمین''، کو یہ حکم بھی دیا کہ ''نظامِ جماعت ...... میں شامل ہو جائیں'' صاف صاف اظہار تو کر دیا کہ جو'' جماعت میں شامل نہیں وہ بھی مسلمین ہیں۔ ثابت ہوا کہ نہ رجسٹرڈ جماعت میں عدم شمولیت کفر ہے نہ اس کے امام کی بیعت شرطِ ایمان! اور اشتیاق صاحب نے اپنے فتویٰ میں بیعت توڑنے، امیر کی اطاعت نہ کرنے کی جو من گھڑت وخود ساختہ ''سزا'' بیان کی وہ بھی سراسر باطل ومردود ہے۔

اندازہ لگا لیجیے! اس رجسٹرڈ فرقہ کے ''امیر کل عالم'' اور نام نہاد ''علماء'' کی علمیت، فہم و فراست کا جن کے قلم ونظر ثانی سے اس قسم کی عجیب وغریب تحریریں نکلتی ہیں، اگر چیونٹی جتنی عقل بھی رکھتے تو اس قسم کے تضاد وتناقض بھرے لٹریچر کی تقدیس بیان کرتے نظر نہ آتے۔ جی ہاں یہ حقیقت ہے کہ ایمان کی شرائط اور کفر کے ثبوت کے لیے ان کے پاس کچھ چیزیں تو ایسی ہیں جو قرآن وسنت سے واضح ہیں اور کچھ ان کی اپنی ایجاد کردہ، جو ان کی اپنی ایجاد کردہ ہیں جیسے ''جماعت''، بیعت شرط ایمان، اطاعتِ امیر تو ان معاملات میں کم علمی پھر اس پر طرّہ غلو، تو نتیجتاً ایسی متضاد ومتناقض باتوں سے ان کا لٹریچر لبریز ہے۔

اطاعتِ رسول اہم یا اطاعتِ امیر؟

اس سلسلے میں ایک اور بات بھی ملاحظہ کرتے چلیں کہ اشتیاق صاحب اور ان کے فرقے کے علماء کے ہاں امیر کی اطاعت رسول اللہ ﷺ کی اطاعت سے بھی زیادہ اہمیت کی حامل ہے، وہ کیسے؟ امیر کی بالشت بھر اطاعت نہ کرنے سے متعلق اشتیاق صاحب کا فتویٰ سطور بالا میں آپ دیکھ ہی چکے ہیں کہ ''وہ اسلام سے خارج''، لیکن رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے بارے میں ان کا موقف کیا ہے، اس کے لیے ان کی طرف سے شائع شدہ کتابچہ ''ترکِ سنت گناہ ہے'' جو نام ہی سے ظاہر کرتا ہے کہ ''ترکِ سنت'' سے بندہ اسلام سے تو خارج نہیں ہوتا۔ البتہ گناہ کا مرتکب ہے۔ اور یہ بھی ظاہر سی بات ہے کہ ''ترک سنت'' کسی معاملے میں نبی ﷺ کی اطاعت نہ کرتے ہوئے آپ کے طریقہ کو چھوڑنے کا نام ہے اور یہ ان کے نزدیک بھی صرف گناہ ہی ہے، مسعود صاحب وضاحت کرتے ہوئے لکھتے

ہیں: ”ہمارے ہاں کفر اور شرک، کبیرہ گناہ اور صغیرہ گناہ تینوں کی درجہ بندی موجود ہے۔ہم گناہ صغیرہ یا کبیرہ کے مرتکب کو کافر نہیں کہتے، مسلم ہی کہتے ہیں“

(الجماعۃ ص 33، آئینہ دار، ص 602)

کتابچے کا نام ہے ”ترک سنت گناہ ہے“ اگر گناہ کبیرہ کہہ دیں تب بھی مسعود صاحب کی وضاحت کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی اطاعت نہ کرنے والا بلکہ مالک الملک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کسی معاملے میں اطاعت وفرمانبرداری نہ کرنے والا گناہ کبیرہ کا مرتکب بھی ”مسلم“ ہی ہے لیکن اشتیاق صاحب کے فتویٰ بالا کے مطابق امیر کی بالشت بھی مطلب تھوڑی سی اطاعت نہ کرنے والا بھی ”اسلام سے خارج ہے“ ظاہر سی بات ہے کہ اسلام سے خارج شخص غیر مسلم و کافر ہی ہوتا ہے، گویا امیر کی معمولی سی اطاعت نہ کرنے والا بھی ”کافر“ ہے۔

انصاف کیجیے! اشتیاق صاحب نے اپنے اس فتویٰ میں اپنی اطاعت کو (چونکہ اب وہی رجسٹرڈ فرقہ کے اور بزعم خود ”کل عالم“ اور پوری ”امتِ مسلمہ“ کے امیر ہیں) اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت سے بھی زیادہ اہم نہیں بنا دیا؟؟؟

رجسٹرڈ فرقہ کے ہر رکن سے مودبانہ التماس ہے کہ عقیدت کی پٹی آنکھوں سے ہٹا کر سوچیں، غور وفکر کریں کہ ان کے غلو اور تعصب نے انھیں کہاں تک پہنچا دیا۔ امیر کی اطاعت پر زور دینے والے امیر صاحب نے خود اپنی اور جماعت کے علماء، خطباء و مبلغین نے اپنے امیر کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت سے بھی زیادہ اہمیت دے دی، بدعقیدگی کی حد ہوگئی، کیا اب بھی حق پر آپ ہی ہیں اور مسلم صرف آپ ہی ہیں !!

یاد رہے 1424ھ میں یہ کتابچہ منظر عام پر آیا آج 1435ھ ہے، گیارہ سال گزر گئے رجسٹرڈ جماعت کے کسی عالم نے اس ”غلو“ کو محسوس کیا؟ کیا واقعی ”علوم اسلامیہ“ بلکہ ”ایمانیات“ تک سے ان علماء کو کچھ واقفیت ہے؟ جی حضوری، تقلید پرستی اور شخصیت پرستی اور مطلب پرستی کو سمجھنے میں اس قدر تاخیر کیوں؟

معلوم نہیں کہ یہ ان کی نخوت، گھمنڈ و تکبر ہے یا کم علمی کے منکشف ہو جانے اور اپنے

معتقدین کے سامنے خِفت کا خوف کہ بالمشافہ گفتگو پر آمادہ ہی نہیں ہوتے۔

یقیناً یہ اہل حق کی رَوش نہیں ہوسکتی، چونکہ جو حق پر ہیں اور اس کا انھیں پختہ یقین بھی ہے وہ علمی گفتگو سے نہیں کتراتے کیونکہ وہ کسی کی یا اپنی ذاتی آراء پر تو عمل کرتے نہیں، قرآن وسنت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریق پر چلتے ہیں، دین کا اصل مأ خذ قرآن وسنت ہیں، اگر قرآن وسنت سے ان کا موقف ثابت ہو جائے تو اُس پر قائم رہیں اگر قرآن وسنت سے ان کا مؤقف غلط ثابت ہو جائے تو اُسے چھوڑ کر قرآن وسنت کی طرف رجوع کر لیتے ہیں، لیکن جنھیں اپنے موقف کا کھوٹ یقین کی حد تک معلوم ہو وہ دھونس سے کام لیتے ہیں نہ خود گفتگو کرتے ہیں نہ اپنے ساتھیوں کو اس کی اجازت دیتے ہیں بلکہ مسعود صاحب، اشتیاق صاحب اور رجسٹرڈ فرقہ کے دیگر امراء وذمہ داران کی طرح اپنی غلطیاں واضح کرنے والے کا ''مقاطعہ'' اور اس سے سلام، کلام، طعام بند، آخر کیوں؟ خطرہ ہے کہیں علمی تحقیق وجستجو کے نتیجے میں کسی پر ہمارے خطرناک تکفیری موقف اور جماعتی غلو وتعصب اور دلائل کے میدان میں تہی دامنی واضح نہ ہو جائے، کہیں حق واضح ہونے پر لوگ ہمیں چھوڑ نہ جائیں جبکہ اہل حق اپنے رب پر بھروسا رکھتے ہیں کہ رب العالمین کی مدد سے حق کبھی مغلوب نہیں ہوسکتا وہ تو بس غالب ہونے کے لیے ہے، وقتی خاموشی یا لاجواب ہو جانا اور چیز ہے۔

⑪ کمزور امارت کے دفاع میں گیارہویں دلیل:

بعض لوگ کمزور امیر درحقیقت مامور ومحکوم کے دفاع میں مسند احمد کی یہ حدیث بھی پیش کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «لَا يَقُصُّ عَلَى النَّاسِ إِلَّا أَمِيرٌ مَأْمُورٌ أَوْ مُرَاءٍ» ''لوگوں کو وعظ ونصیحت صرف امیر کرتا ہے یا مامور یا (پھر) ریاکار۔'' صحیح، سنن ابن ماجه: 3703۔

اس سے استدلال کچھ اس طرح ہوتا ہے: آپ کے نزدیک اس وقت امام مطلب امیر وخلیفہ نہیں، تو آپ کسی کے مامور بھی نہیں، پھر آپ خطبہ یا درس کیوں دیتے ہیں اس حدیث کے مطابق تو آپ متکبر وریاکار ثابت ہوتے ہیں، جب تک امام نہیں آپ خطبات و درس بھی نہ دیں یا پھر ہمارے امام یا خلیفہ کی بیعت کر لیں پھر ان کی اجازت سے خطبات و

دروس دیں وگرنہ یہ کام چھوڑ دیں۔

جواب: یہ بات محدثین سے مروی سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کی حدیث ہی سے ثابت ہے کہ مسلمین کی جماعت اور ان کا امام کبھی ہوگا، کبھی نہیں، ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ مسلمین تو ہوں مگر ان کی جماعت (سلطان) اور امام (خلیفہ) نہ ہو۔ دیکھئے دعوت تحقیق (ص28) الجماعۃ (ص73) میں رجسٹرڈ فرقہ یہ بات اپنے الفاظ میں تسلیم کر چکا ہے۔

تو جب ''امام'' ہوگا ہی نہیں تو اس کی اجازت کا حکم بھی ساقط ہوجائے گا۔ پھر قرآن و حدیث کے عمومی دلائل سے ایمان والوں کا ایک دوسرے کو امر بالمعروف ونھی عن المنکر، نیز تعلیم و تعلم، درس و تدریس کا حکم ہے، ان عمومی دلائل پر عمل کرتے ہوئے ہم خطبہ و درس کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ جب امام مطلب خلیفہ ہوگا، خلافت ہوگی تو پھر اجازت لیں گے۔ جب وہ نہیں ہیں تو اجازت کی بھی ضرورت نہیں۔

رہا معاملہ محکوم امیروں کا تو فی الوقت یہ جن جن کے محکوم ہیں اگر وہ ان کی تقریروں پر پابندی لگا دیں تو یہ محکوم امیر خود بھی تقریر نہیں کر سکتے، اجتماعات جو پبلک مقامات پر کیے جاتے ہیں، نماز عید جس میدان میں پڑھتے ہیں اس کے لیے ہماری طرح انھیں بھی N.O.C لینے کی ضرورت پڑتی ہے، لہٰذا ایسے محکوم لوگوں کی اجازت لینے کے شرعاً ہم مکلّف نہیں۔ اس مسئلہ پر اشتیاق صاحب نے ایک چار ورقی کتابچہ میں لکھا:

'' تقریر، درس و تدریس اور خطبات امیر دے سکتا یا امیر کا مقرر کردہ مأمور دے سکتا ہے'' (امیر یا مامور یا مختال ص3)

حالانکہ حدیث میں ''تدریس'' مطلب ''پڑھانے، تعلیم'' دینے کا ذکر نہیں ہے لیکن اشتیاق صاحب نے اسے بھی شامل کر دیا۔ تعلیم و تعلم کو اس میں شامل کرنا یقیناً غلط ہے۔ ہمیں ہی نہیں ان کی پارٹی کے اپنے لوگوں کو بھی ان سے تعلیم دشمنی کی شکایت ہے۔

قارئین کرام! ہم رجسٹرڈ فرقہ پرستوں کی طرف سے کمزور و بے اختیار و اقتدار امارت کے حق میں پیش کیے جانے والے جن جن دلائل سے واقف ہو سکے ان کے جوابات عرض کر دیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

مشاجرات صحابہ کرام کے بارے میں سلف کا موقف

ابوالقاسم نوید شوکت

قسط:۲

۷) امام ابوعثمان اسماعیل بن عبدالرحمٰن الصابونی (متوفی ۴۴۹ھ) نے کہا: ”وَيَرَوْنَ الْكَفَّ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَ تَطْهِيرَ الْأَلْسِنَةِ عَنْ ذِكْرِ مَا يَتَضَمَّنُ عَيْبًا لَهُمْ وَ نَقْصًا فِيهِمْ، وَ يَرَوْنَ التَّرَحُّمَ عَلَى جَمِيْعِهِمْ“

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے درمیان مشاجرات سے متعلق وہ (محدثین ہر اعتبار سے) رک جانے کو لازم سمجھتے ہیں، جس بات سے ان کے لیے کسی عیب اور کسی قسم کا نقص واقع ہو اس سے زبان کی تطہیر بھی ضروری ہے۔ وہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے دعائے رحمت کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ (عقيدة السلف وأصحاب الحديث ص294)

۸) امام ابن قدامہ المقدسی نے کہا: ”وَمِنَ السُّنَّةِ تَوَلِّي أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَحَبَّتُهُمْ وَذِكْر مَحَاسِنِهِمْ، وَالتَّرَحُّمَ عَلَيْهِمْ، وَالْإِسْتِغْفَار لَهُم وَالْكَفّ عَنْ ذِكْرِ مَسَاوِئِهِمْ وَمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ. وَاعْتِقَاد فَضْلِهِمْ وَ مَعْرِفَة سَابِقَتِهِمْ“

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دوستی، ان سے محبت کرنا، ان کے محاسن بیان کرنا، ان کے لیے رحمت و بخشش کی دعا کرنا اور ان کی خطائیں بیان کرنے سے رک جانا، ان کے آپس کے اختلافات بیان کرنے سے باز رہنا اور ان کی فضیلت کا اعتقاد رکھنا سنت میں سے ہے۔ (لمعة الاعتقاد ص75)

۹) امام محمد بن عبداللہ الاندلسی (ابن ابی زمنین متوفی ۳۹۹ھ) نے کہا:

”وَمِنْ قَوْلِ أَهْلِ السُّنَّةِ أَنْ يَعْتَقِدَ الْمَرْءُ الْمَحَبَّةَ لِأَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَنْ يَنْشُرَ مَحَاسِنَهُمْ وَفَضَائِلَهُمْ، وَيُمْسِكَ [عَنِ] الْخَوْضِ فِيمَا دَارَ بَيْنَهُمْ“

اہل سنت کے قول میں سے ہے کہ آدمی نبی کریم ﷺ کے صحابہ سے محبت کا عقیدہ رکھے اور ان کے فضائل و محاسن پھیلائے اور جو ان کے آپس کے اختلافات ہیں ان میں غور وخوض

کرنے سے رُک جائے۔ (رسالة أصول السنة لابن أبي زَمَنِين ص263)

۱۰) امام ابوبکر الاسماعیلی (متوفی ۳۷۱ھ) نے کہا: "وَالْكَفُّ عَنِ الْوَقِيْعَةِ فِيْهِمْ، وَ تَأَوَّل الْقَبِيح عَلَيْهِمْ، وَ يكِلُوْنَهُمْ فِيْمَا جَرى بَيْنَهُمْ عَلى التَّأْوِيْلِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ."

اوران (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کے درمیان ہونے والے اختلافات سے رُک جانا اوران کی خطا کی تاویل کرنا چاہیے اوران کے درمیان ہونے والے مشاجرات کی تاویل اللہ کے سپرد کرنی چاہیے۔ (اعتقاد ائمة الحديث لأبي بكر الإسماعيلي ص53-52)

۱۱) الشیخ عدی بن مسافر نے کہا: "وَالْكَفُّ عَنْ مَا شَجَرَ بَيْنَ أَصْحَاب رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ نَشَرَ مَحَاسنَهُمْ وَالْكَفُّ عَنْ مَا جَرى بَيْنَهُمْ وَ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لَهُمْ وَ عَلَّمَ نَبِيَّهُ أَنَّهُمْ سَيَقْتَتِلُوْنَ. رسول اللہ (ﷺ) کے صحابہ کے درمیان جو مشاجرات ہوئے انہیں بیان کرنے سے رُک جانا چاہیے اوران کے محاسن عام کرنے چاہیے اوران کے درمیان آپس کے اختلافات کو (بیان) کرنے سے باز رہنا چاہیے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے انہیں بخش دیا ہے، اور (اللہ تعالیٰ) نے اپنے نبی کو بتادیا تھا کہ وہ آپس میں لڑیں گے۔

(اعتقاد أهل السنة والجماعة، الشيخ عدي بن مسافر ص38)

۱۲) امام ابن بطہ (متوفی ۳۸۷ھ) نے کہا: " نَكُفُّ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَ أَصْحَاب رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَدْ شَهِدُوا الْمَشَاهِدَ مَعَهُ، وَ سَبَقُو النَّاسَ بِالْفَضْلِ، فَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُمْ، وَأَمرَكَ بِالإِسْتِغْفَارِ لَهُمْ، وَالتَّقَرُّبِ إِلَيْهِ بِمَحَبَّتِهِمْ فَرَضَ ذٰلِكَ عَلَى لِسَان نَبِيِّهِ، وَهُوَ يَعْلَمُ مَا سَيَكُوْنُ مِنْهُمْ وَ [أَنَّهُمْ] سَيَقْتَتِلُوْنَ، وَ إِنَّمَا فُضِّلُوْا عَلَى سَار الْخَلْقِ، لِأَنَّ الْخَطَأَ وَالْعَمْدَ قَدْ وُضِعَ عَنْهُمْ مِنْ كُلِّ مَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ مَغْفُوْرٌ لَهُمْ."

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے آپس کے اختلافات کے بارے میں ہم (ہر قسم کے کلام سے) رک جاتے ہیں، کیونکہ وہ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) آپ (ﷺ) کے ساتھ (شانہ بشانہ غزوات میں) حاضر رہے اور وہ فضیلت میں لوگوں سے سبقت لے گئے، پس اللہ تعالیٰ نے انہیں

معاف کر دیا اور تمہیں حکم دیا کہ ان کے لیے بخشش طلب کرو اور ان کی محبت کے ذریعے سے ان کا تقرب حاصل کرو، اسے اپنے نبی (ﷺ) کی زبان کے ذریعے سے فرض قرار دیا، حالانکہ وہ (اللہ تعالیٰ) جانتا تھا جو کچھ ان کے درمیان ہونے والا تھا اور یقیناً وہ آپس میں لڑیں گے، انہیں ساری مخلوق پر فضیلت دی گئی، کیونکہ بھول چوک اور خطا ان سے معاف کر دی گئی ہے اور جو کچھ ان کے درمیان لڑائی وغیرہ ہوئی ہیں ان کے لیے مغفرت ہے۔

(الشرح والإبانة على أصول السنة والديانة ص190)

۱۳) شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ نے کہا: "وَيَتَبَرَّؤُونَ مِنْ طَرِيقَةِ الرَّوَافِضِ الَّذِينَ يُبْغِضُونَ الصَّحَابَةَ وَيَسُبُّونَهُمْ. وَطَرِيقَةِ النَّوَاصِبِ الَّذِينَ يُؤْذُونَ أَهْلَ الْبَيْتِ بِقَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ. وَيُمْسِكُونَ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَ الصَّحَابَةِ، وَيَقُولُونَ: إِنَّ هَذِهِ الآثَارَ الْمَرْوِيَّةَ فِي مَسَاوِيهِمْ مِنْهَا مَا هُوَ كَذِبٌ، وَمِنْهَا مَا قَدْ زِيدَ فِيهِ وَنُقِصَ وَغُيِّرَ عَنْ وَجْهِهِ، وَالصَّحِيحُ مِنْهُ هُمْ فِيهِ مَعْذُورُونَ: إِمَّا مُجْتَهِدُونَ مُصِيبُونَ، وَإِمَّا مُجْتَهِدُونَ مُخْطِئُونَ. وَهُم مَّعَ ذَلِكَ لاَ يَعْتَقِدُونَ أَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ مَعْصُومٌ عَنْ كَبَائِرِ الإِثْمِ وَصَغَائِرِهِ؛ بَلْ يَجُوزُ عَلَيْهِمُ الذُّنُوبُ فِي الْجُمْلَةِ. وَلَهُم مِّنَ السَّوَابِقِ وَالْفَضَائِلِ مَا يُوجِبُ مَغْفِرَةَ مَا يَصْدُرُ مِنْهُمْ ـ إِنْ صَدَرَ ـ، حَتَّى إِنَّهُمْ يُغْفَرُ لَهُم مِّنَ السَّيِّئَاتِ مَا لاَ يُغْفَرُ لِمَنْ بَعْدَهُمْ؛ لأَنَّ لَهُم مِّنَ الْحَسَنَاتِ الَّتِي تَمْحُو السَّيِّئَاتِ مَا لَيْسَ لِمَنْ بَعْدَهُمْ. وَقَدْ ثَبَتَ بِقَوْلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُمْ خَيْرُ الْقُرُونِ، وَأَنَّ الْمُدَّ مِنْ أَحَدِهِمْ إِذَا تَصَدَّقَ بِهِ كَانَ أَفْضَلَ مِنْ جَبَلِ أُحُدٍ ذَهَبًا مِمَّنْ بَعْدَهُمْ. ثُمَّ إِذَا كَانَ قَدْ صَدَرَ مِنْ أَحَدِهِمْ ذَنْبٌ؛ فَيَكُونُ قَدْ تَابَ مِنْهُ، أَوْ أَتَى بِحَسَنَاتٍ تَمْحُوهُ، أَو غُفِرَ لَهُ؛ بِفَضْلِ سَابِقَتِهِ، أَوْ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ ﷺ الَّذِي هُمْ أَحَقُّ النَّاسِ بِشَفَاعَتِهِ، أَوْ ابْتُلِيَ بِبَلاَءٍ فِي الدُّنْيَا كُفِّرَ بِهِ عَنْهُ فَإِذَا كَانَ هَذَا فِي الذُّنُوبِ الْمُحَقَّقَةِ؛ فَكَيْفَ الأُمُورُ الَّتِي كَانُوا فِيهَا مُجْتَهِدِينَ: إِنْ أَصَابُوا؛ فَلَهُمْ أَجْرَانِ، وَإِنْ أَخْطَؤُوا؛ فَلَهُمْ أَجْرٌ وَاحِدٌ، وَالْخَطَأُ مَغْفُورٌ. ."

اور وہ (اہل السنۃ) روافض کے طریقے سے بری ہیں جو صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) سے بغض رکھتے ہیں اور انہیں برا بھلا کہتے ہیں اور ناصبیوں کے طریقے سے بھی (بری ہیں) جو اہل بیت کو قول وعمل کے ذریعے سے ایذا دیتے ہیں۔ اور وہ (اہل السنۃ) صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے درمیان ہونے والی جنگوں کے بارے میں سکوت کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ بے شک (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کی غلطیوں کے بارے میں مروی یہ آثار کہ ان میں سے بعض من گھڑت جھوٹے ہیں اور بعض میں زیادتی اور بعض میں کمی کی گئی ہے اور بعض کو اپنی اصل سے ہٹا دیا گیا۔ اور اس میں سے جو صحیح ہے اس میں وہ معذور ہیں۔ تو اجتہاد کرنے والے درست ہیں یا غلطی پر ہیں اور وہ (اہل السنۃ) اس کے ساتھ ہر ایک صحابی کے بارے میں صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے معصوم ہونے کا عقیدہ نہیں رکھتے بلکہ فی الجملہ ان سے غلطی کا ہونا ممکن ہے، اور ان کے لیے ایسے اچھے اعمال اور فضیلت والے کام ہیں کہ جو ان سے صادر ہونے والی غلطیوں کے لیے مغفرت کو واجب کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کی وہ غلطیاں بخش دی جائیں گی جو ان کے بعد کسی کے لیے بخشی نہیں جائیں گی، کیونکہ ان کی ایسی نیکیاں ہیں جو غلطیوں کو مٹا دیتی ہیں اور (یہ اعزاز) ان کے بعد والوں کے لیے نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ثابت ہے کہ بے شک وہ بہترین زمانے میں ہیں۔ اور ان (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) میں سے کسی ایک کا ایک مد خرچ کرنا بعد والوں کے احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرنے سے افضل ہے۔ پھر جب ان میں سے کسی ایک سے کوئی غلطی ہوئی تو اس نے اس سے توبہ کی یا اس نے کوئی ایسی نیکی کی جو اس گناہ کو مٹا دیتی ہے یا اس کے اچھے عمل کی فضیلت کی وجہ سے اس کو بخش دیا گیا یا جو سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لوگوں کے لیے شفاعت ہے تو وہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شفاعت کے زیادہ حقدار ہیں یا انہیں اس دنیا میں ہی اس طرح آزمایا گیا کہ اس بنا پر وہ (غلطی) ان سے مٹا دی گئی۔ پس جب یہ چیز ان کی ثابت شدہ غلطیوں کی وجہ سے ہے تو کیسی حالت ہوگی ان معاملات میں جن میں انھوں نے اجتہاد کیا؟ اگر ان کا اجتہاد درست تھا تو ان کے لیے دو اجر ہیں اور اگر انھوں نے اجتہاد میں غلطی کی تو ان کے لیے ایک اجر ہے اور (ان) کی خطا معاف کر دی گئی ہے۔ (عقيدة الواسطية ص 121-120)

MONTHLY ISHA'AT **AlHadith** HAZRO

- قرآن وحدیث اور اجماع کی برتری
- دینِ اسلام اور مسلک اہل الحدیث کا دفاع
- سلف صالحین کے متفقہ فہم کا پرچار
- علمی، تحقیقی و معلوماتی مضامین اور انتہائی شائستہ زبان
- صحابہ، تابعین، تبع تابعین، محدثین اور تمام ائمہ کرام سے محبت
- صحیح وحسن احادیث سے استدلال اور ضعیف و مردود روایات سے کلی اجتناب
- اتباعِ کتاب وسنت کی طرف والہانہ دعوت
- مخالفین کتاب وسنت اور اہلِ باطل پر علم ومتانت کے ساتھ بہترین و بادلائل رد
- اصولِ حدیث اور اسماء الرجال کو مدنظر رکھتے ہوئے اشاعت الحدیث
- قرآن وحدیث کے ذریعے سے اتحادِ امت کی طرف دعوت

قارئین کرام سے درخواست ہے کہ ''اشاعۃ الحدیث'' حضرو کا بغور مطالعہ کر کے اپنے قیمتی مشوروں سے مستفید فرمائیں، ہر مخلصانہ رائے اور مفید مشورے کا قدر وتشکر کی نظر سے خیر مقدم کیا جائے گا۔

ishaatulhadith@gmail.com
ishaatulhadith.com ishaatulhadith
0300-8663828